THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, 9th February, 2026
(358th Session)
Volume XIV, No.03
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XIV	SP.XIII (01)/2025
No.01	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
    - Dr. Tariq Fazal Chaudhry (Federal Minister for Parliamentary Affairs) 2
2. Point of Order raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding Private Members Bill 3
    - Senator Azam Nazeer Tarar 3
    - Senator Saleem Madviwalla 5
    - Senator Samina Mumtaz Zehri 5
    - Senator Atta ur Rehman 5
3. Discussion on the suicide attack at mosque at Tarlai Kalan in Islamabad Capital Territory 8
    - Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition 8
    - Senator Pervaiz Rasheed 14
    - Senator Sherry Rehman 16
    - Senator Raja Nasir Abbas(Leader of the Opposition) 23
    - Senator Atta-ur- Rehman 26
    - Senator Azam Nazeer Tarar 30
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 31
    - Senator Syed Ali Zafar 32
    - Senator Abid Sher Ali 35
    - Senator Muhammad Azam Khan Swati 39
4. Resolution moved by Senator Syed Waqar Mehdi condemning the Suicide attack at a Mosque in Islamabad 41
    - Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition) 42
    - Senator Bushra Anjum Butt 44
    - Senator Aon Abbas 45
    - Statement by Mr. Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice 47
    - Senator Danesh Kumar 55
    - Senator Syed Masroor Ahsan 57
    - Senator Kamran Murtaza 59

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, 9th February, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty five minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا
بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٥ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧

ترجمہ: وہی اللہ تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں، (اس میں) ڈرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے ہیں اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں۔

سورۃ یونس (آیات ۵ تا ۷)

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے۔ (جاری----T-02)

جناب قائم مقام چیئر مین: (جاری۔۔۔) جزاک اللہ۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے اسلام اباد میں جمعہ کی نماز کے دوران امام بارگاہ کسر خدیجہ الکبریٰ میں ہونے والے خودکش دھماکے کے شہدا کے لیے میں درخواست کروں گا مولانا عطاالرحمٰن صاحب سے کہ وہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کریں۔

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر عطاء الرحمٰن نے فاتحہ پڑھی)

جناب قائم مقام چیئر مین: اس پر بات کریں گے۔ جی جی ایک منٹ۔ جی بشریٰ صاحبہ آپ بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئر مین: اس کو دیکھیں گے۔ جی جی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری۔

Dr. Tariq Fazal Chaudhry (Federal Minister for Parliamentary Affairs)

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب قائم مقام چیئر مین! بہت شکریہ۔ جیسے ابھی ایک honourable member نے بھی تجویز دی ہے کیونکہ اسلام آباد میں جو خود کش حملہ ہوا ہے یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ اس میں بہت قیمتی انسانی جانوں کا نقصان ہوا ہے اور تقریباً 33 لوگ اس میں شہید ہوئے اورڈیڑھ سو سے زیادہ لوگ اس میں زخمی ہیں۔ اگر ایوان آج کے معمول کی کارروائی معطل کر کے صرف اس issue پر بات کرنا چاہتا ہے تو بے شک ضرور کریں۔ اس میں جب تمام honourable senators اپنی رائے کا اظہار کر لیں گے تو پھر اس پر officially government کی طرف سے ہم اس کا جواب دیں گے اور بتائیں گے۔ یہ آپ کی صوابدید ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: House سے رائے بھی لیں گے۔ جی. Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف): This is for the house issue تو ایسا ہے کہ اس پر بات ہونی ہے اور ہونی بھی چاہیے، دعا ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اگر opposition benches سے شروع کرتے ہیں اور agenda میں جو urgent چیزیں ہیں جو لینا چاہتے ہیں اگر کوئی ایسا bill ہے جو آپ فوری چاہتے ہیں، وہ دیکھ لیں۔ ابھی جو حاضر ہیں

اگر کوئی 2, 3 items ہو سکتے ہیں تو سارے consensus سے دیکھ لیں اور نکال دیں اور اس کے بعد پھر اس پر discussion ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایوان سے اس پر رائے لیتے ہیں۔ جی اعظم سواتی صاحب۔

Point of Order raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding Private Members Bill

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: Point of order raise کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ Private members کے پاس Constitutional right ہے کہ سارے bill لے کر آئیں لیکن function of state کہاں ہے۔ یہ تو ہم criminal procedure کو change کر رہے ہیں۔ ہم Penal Code کو change کر رہے ہیں، ہم PECA کو change کر رہے ہیں۔ آپ کے جتنے بھی constitution کے دستور کے articles ہیں ان کا ان سے مطابقت ہونا ضروری ہے۔ میں قطعاً یہ نہیں کہتا اور undermine نہیں کر رہا۔ یہ Private Members Day ہمارا حق ہے کہ ہم اس قسم کے bill لے کر آئیں لیکن خدارا اس کے لیے آپ کی financial feasibility دیکھنی ضروری ہے۔ اس کے لیے دستور کے سارے contour دیکھنا ضروری ہیں، اس کے بعد ہم یہ ساری چیزیں لے کر آ سکتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس کے اوپر جو ہے اس وقت ہمارے قابل قدر وزیر قانون یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو وزیر قانون صاحب جو ہیں۔۔۔ 33 private bills ہیں اتنے important bills ہیں ہم آئین کو، قانون کو اور سٹیٹ کا جو فنکشن ہے اس کو کیوں مجبور کر کے نیچے کی طرف لے کر آ رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Minister for Law.

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: To great extent I agree with Senator Azam Khan Swati کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ یہ request کر چکا ہوں کہ جو ہمارے main substantive laws ہیں، ادب کے ساتھ یہ right ہے اس ایوان کے ہر رکن کا کہ اس میں ڈالیں لیکن اس کی وجہ سے پوری scheme جو ہے وہ change ہو جاتی ہے اور ہم تو جہاں پر oppose کرنا ہوتا ہے oppose بھی کرتے ہیں۔ کمیٹی میں بھی request کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے state کو بھی تھوڑی

space دیا کریں کہ وہ اپنی legislation لے کر آئے۔ میں بارہا اسی ہاؤس میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ایک major criminal reform کا bill جس کا میں قطعاً credit نہیں لیتا اس پر پچھلے آٹھ سال کام سے ہو رہا تھا۔ اس میں جب فروغ نسیم صاحب لا منسٹر تھے انہوں نے بھی کام کیا۔ میں نے بھی آ کر اس کو continue کیا اس سے پہلے بھی اس پر کام ہوا، زاہد حامد صاحب کے وقت میں۔ وہ 106 amendments ہیں وہ اس وقت Standing Committee of National Assembly میں موجود ہیں وہاں سے pass ہو کے یہاں آنا ہے پھر ہمارے پاس بھی وہ رہیں گی کیونکہ یہ چیز ایسی ہے بلکہ میں نے وہاں پر یہ تجویز دی تھی کہ اگر دونوں committees اکٹھی بیٹھ جائیں کیونکہ ایک major reform ہے کیونکہ litigant تورل گیا ہے۔ Litigant کو تو delay, تاریخیں، چار چار سال ٹرائل ختم نہیں ہوتے۔ Rate of conviction 9% ہے 11 پر جاتا ہے پھر 9 پر آجاتا ہے، 16 پر جاتا ہے تو 10 پر آجاتا ہے۔ یہ اس طرح نہیں چلے گا Criminal justice system needs a major reform. وہ ایک exhaustive package جو ہے وہ introduce کرا کر سرکار کا بل ہے وہ Standing Committee of National Assembly میں ہے۔ میں نے وہاں چیئرمین صاحب سے گزارش کی تھی کہ ہماری Senate کی Standing Committee legal brains پر مشتمل ہے۔انہیں بھی وہاں special invitation پر بلا لیں ہم اکٹھا بیٹھ کر اسے examine کر لیں اور mean-while میں ادب سے کہتا ہوں کہ ان چیزوں کو فی الحال روک دیا جائے۔

میں اس حد تک اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ house اگر یہ sense دے کہ یہ واقعہ ایسا ہے اور ابھی Leader of the Opposition نے بھی یہی بات کی ہے کہ اس پر بات کر لی جائے۔ جو بہت ضروری bills ہیں جن میں ایسا urgency کا عنصر شامل ہے۔ وہ پوچھ لیا جائے جو باقی بزنس ہے اس کو میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے Islamabad Capital Territory میں اس پر بات ہو جائے اور Private member کی ہم resolution لے کر آگے بھی کر سکتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Order in the house please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ جو business ہے اسے اگر ہم کل یا پرسوں پر لے جانا چاہیں تو وہ بھی کوئی ایسا issue نہیں ہے وہ by resolution ہم کر سکتے ہیں۔ بدھ کو کام کر لیں ضروری تو نہیں ہے کہ ہم نے چھٹی کرنی ہے اور Private

business کر لیں۔ اس حوالے سے this is for the house ہم تو تجویز دے سکتے ہیں کیونکہ واقعہ ایسا ہے کہ اس پر لوگ بات کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہم آج نہیں بولیں گے تو کہیں یہ impression نہ جائے کہ شاید اس house کا interest نہیں ہے۔

Senator Saleem Madviwalla

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب قائم مقام چیئرمین! میں نے business advisory میں یہ کافی دفعہ suggestion دیا ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ private issues صرف Monday کو ہی discuss ہوں۔ یہ suggestion بہت دفعہ دی ہے اگر ہو سکتا تو ضرور کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: امیر چشتی صاحب آپ اپنی party کی طرف سے رائے دے دیں۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز آپ رائے دے دیں۔

Senator Samina Mumtaz Zehri

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: جناب قائم مقام چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ واقعی میں ہے تو بہت افسوس ناک واقعہ but my request is that every time if these bills are important, جو pass ہوئے ہیں and they are pending if they are not going to be laid I think more so I would request the Minister and the Cabinet to please put pressure on implementing these things کیونکہ یہ پھر روز روز واقعات ہوتے رہیں گے۔ اس کو روکنے کے لیے کچھ تو کریں، so please if you can move it to tomorrow because these are been pending for quite some time now.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بدھ اور جمعرات کو ہم چھٹی کریں گے میرے خیال میں سرکاری کام کافی ہے جو کہ کل ہوگا۔ بدھ کا morning session 11:00 بجے رکھ لیں اگر Wednesday کو، میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں جو کل کا Order of the Day آ گیا ہوا ہے اسے disturb نہ کریں۔ اس کو پرسوں پر لے جائیں۔ Private members day business کو بدھ کے اجلاس میں لے جائیں اور کل جو سرکار کا Order of the Day آیا ہوا ہے وہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب آپ اپنی رائے دے دیں۔

Senator Atta ur Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جناب قائم مقام چیئرمین! اسلام آباد میں انتہائی افسوسناک واقعہ کل ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی رائے دے دیں کہ ابھی business لینا چاہئے یا اس پر بحث کرنی چاہیے۔ میں آپ کو بعد میں وقت بھی دوں گا۔ آپ پہلے اپنی رائے دے دیں۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میری رائے تو یہ ہے کہ اس پر بحث ہونی چاہیے دیگر معاملات کو اگر postpone کر دیں۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-09Feb2026 FAZAL/ED: Waqas 04:40 pm

سینیٹر عطاالرحمٰن (جاری ہے۔۔۔۔) اور دیگر معاملات کو فی الحال postpone کر دینا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، میڈم انوشہ صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب چیئرمین! میری صرف یہ گزارش ہے کہ Private Members Day پورے ہفتے میں صرف ایک دن آتا ہے اور پورے اجلاس کے دوران صرف دو مرتبہ یہ دن ہمیں ملتا ہے۔ اب پچھلے ہفتے بھی Monday کو ہی سارا business ملتوی ہوا تھا۔ اب اس Monday پر آئے ہیں تو آج ہم پھر deferment کی بات کر رہے ہیں۔ ضرور آپ defer کریں کیونکہ یہ حادثہ اتنا خوفناک ہے کہ اس پر سب بات کرنا چاہتے ہیں لیکن پھر آپ اس deferment کو کل تک لے جائیے۔ پھر منگل کے دن آپ باقی business بھی کریں اور یہ بھی کریں، ہم موجود رہیں گے۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے Private Members Bills جو سینیٹ سے نیشنل اسمبلی میں جا رہے ہیں ان کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ نیشنل اسمبلی ان کو take up نہیں کر رہی۔ اگر نیشنل اسمبلی ہمارے Private Members Bills کو take up نہیں کر رہی تو ہمیں بتایا جائے کہ کیوں نہیں کر رہی؟ دوسرا اگر وہ ہمارے بل وہاں سے take up نہیں کر رہی تو نیشنل اسمبلی کے جو Private Members Bills ہیں وہ ہمارے پاس آپ سینیٹ میں آ کر accept کر کے لگا رہے ہیں۔ تو اگر ہمارے بل وہاں پر چھ چھ مہینے سے defer ہو رہے ہیں اور نہیں لگ رہے تو براہ مہربانی اس کی وضاحت بھی ہمیں دے دیجیے کہ کیا ہے۔ نہیں تو ہم سے پھر کیا توقع ہے کہ ہم کس طرح کام کریں گے۔.Thank you

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، منظور کاکڑ صاحب! آپ اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے رائے دے دیں۔

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ سانحہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ اس پر بحث ہونی چاہیے اور debate ہونی چاہیے۔ جو Bills ہیں اگر وہ کل یا پرسوں پر چلے جائیں تو اس میں کوئی ایسا issue ہے ہی نہیں۔ سارے دوست اسی پر اصرار کر رہے ہیں تو اسی پر پہلے بحث ہونی چاہیے باقی ایجنڈا کل یا پرسوں پر چلا جائے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! کل یہ business بھی ہو جائے گا اور باقی business بھی ہو جائے گا۔ آج اسی موضوع پر بحث کی اجازت دی جائے۔ ضرورت پڑی تو کل کا business پرسوں پر لے جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، ایک منٹ آپ کی قرارداد سے پہلے ہم ایوان کے مہمانوں کی گیلری میں موجود سلمان لاء کالج کے اراکین اور students کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

ایوان کی جو اکثریتی رائے ہے کہ باقی business چاہے یہ حکومت کی طرف سے ہو یا پرائیویٹ ہو۔ اکثریتی رائے یہ ہے کہ یہ جو شہادتیں ہوئی ہیں اور اس پر باقی business کل یا پرسوں کریں گے۔ اگر ایوان کی رائے ہو تو ہم ایجنڈے کو معطل کر کے اسلام آباد میں ہونے والے حادثے کے بارے میں بحث کر لیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: آج کے business کو ہم معطل کر لیتے ہیں اور اسلام آباد میں جو المناک واقعہ ہوا ہے اور شہادتیں ہوئی ہیں، اس پر بحث کے لیے time مقرر کرتے ہیں۔ شکریہ۔ جی لیڈر آف دی اپوزیشن علامہ ناصر صاحب! بحث کا آغاز کریں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چھ فروری کو۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اب شروع ہو گیا ہے۔ جی، علامہ صاحب۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! آج اتفاقِ رائے ہونا چاہیے۔ میں کسی کے حق میں۔۔۔اگر آپ بات کرتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج صرف علامہ صاحب اسی واقعے پر بات کریں گے۔

Discussion on the suicide attack at mosque at Tarlai Kalan in Islamabad Capital Territory

Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ ناصر عباس: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں آج اس ایوان میں نہایت رنج و الم، شدید غم اور اپنی قومی ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کھڑا ہوں اور 6 فروری 2026 کو اسلام آباد کے علاقے ترلائی کلاں میں جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ (سلام اللہ علیہا) میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کے حوالے سے بات کر سکوں۔ اس وحشیانہ حملے میں 200 سے زیادہ افراد، بے گناہ نمازی، شہید اور زخمی ہوئے۔اس حملے کی ذمہ داری، بتایا گیا ہے کہ داعش نے قبول کی ہے اور جب کوئی ذمہ داری قبول کرتا ہے تو گویا اس پر احساسِ فخر بھی کرتا ہے کہ اس نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ سانحہ کسی خلا میں واقع نہیں ہوا۔ پاکستان کے پائے تخت (دارالحکومت) میں ہوا ہے۔اس سے پہلے اسلام آباد کے G-11 سیکٹر میں بھی ڈسٹرکٹ جوڈیشل کمپلیکس کے باہر بھی خودکش دھماکا ہوا تھا۔اگر وہ شخص اندر جاتا تو شاید بہت زیادہ نقصان ہو جاتا، لیکن اس میں بھی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ سیکورٹی کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔میں کوشش کروں گا کہ تھوڑا سا واقعے کے حوالے سے بات کروں اور پھر بعد میں باقی باتیں کروں گا۔

یہ جو شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ نمازِ جمعہ میں سجدے کی حالت میں تھے۔خدا کی بارگاہ میں عبادت کر رہے تھے، سجدے کی حالت میں تھے۔7 سال سے لے کر 70 سال کے آدمی شہید ہیں اور معصوم بچے شہید ہیں۔ سیکورٹی کا بندوبست انتہائی ناقص تھا۔جس وقت یہ حملہ ہوا اس وقت کوئی پولیس کا سیکورٹی کرنے والا فرد وہاں پر موجود نہیں تھا۔اگر سیکورٹی کا مناسب بندوبست ہوتا تو اس طرح کے بڑے نقصان سے بچا جا سکتا تھا۔ ایک جوان نے جب گولیوں کی آواز سنی۔ اس کا نام عون عباس تھا۔وہ سب سے پیچھے تھا۔ اس نے اپنی نماز چھوڑی اور دوڑا اس دہشت گرد کی طرف جو خودکش تھا اور اس کو پکڑ لیا اور اس دوران بالکل مسجد کے اندر جو نمازی

تھے، دروازے کے قریب، وہاں پر یہ blast ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ عون عباس، 22 سال کا جوان، جس نے اپنی جان فدا کر دی، وہ اس کی طرف نہ دوڑتا تو وہ دہشت گرد مسجد کے اندر پہنچ جاتا تو اس کے تباہ کن اثرات ہوتے۔ یہ ایک تباہ کن واقعہ ہوتا۔ بہت سے لوگ شہید ہوتے اور زخمی ہوتے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد فوری طور پر سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ پولیس کے لوگ تھے۔آئی جی اسلام آباد منٹوں کے اندر وہاں پر موجود تھے اور سب سے تاخیر کے ساتھ جو چیز پہنچی وہ ایمبولینسز تھیں۔وہاں مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میں ڈی چوک کے پاس اپنے آفس میں تھا جب میں نے سنا کہ دھماکا ہوا ہے تو میں اپنی گاڑی میں دوڑا، جو کہ وہیں کا رہنے والا ہے۔ میں نے اپنے زخمی عزیزوں کو اٹھایا اور ہسپتال لے کر آیا اس وقت تک وہاں پر کوئی ایک ایمبولینس بھی نہیں آئی تھی۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام آباد، جو کہ پاکستان کا Capital ہے۔ یہاں پر اس طرح کے حادثات جب رونما ہوں تو بروقت لوگوں کو ہسپتال پہنچانا اور ان کو سہولتیں دینا اس کا کوئی بندوبست ہی نہیں ہے۔ایمرجنسی نافذ نہیں کی گئی۔کتنے لوگ جو زیادہ خون بہنے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔

(جاری ہے-----T04)

T04-09Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Irum 4:50 pm

سینیٹر راجا ناصر عباس: (جاری) کتنے لوگ جو زیادہ خون بہنے کی وجہ سے شہید ہوگئے، ان کی جانیں بچ سکتی تھیں۔ پمز ہسپتال کے اندر ایک ایکسرے مشین کام کر رہی تھی۔ وہاں پر ایمرجنسی نافذ نہیں کی گئی البتہ میں "پمز اور باقی ہسپتالوں کے ڈاکٹرز، عملے اور نرسز کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے واقعتاً اعلیٰ ترین انسانی ہمدردی اور جذبے کا مظاہرہ کیا۔" ایمرجنسی لگانا اور باقی امور انجام دینا، یہ ہماری حکومت کا کام ہے، وزیرِ صحت کا کام ہے، سیکرٹری ہیلتھ کا کام ہے، جو بھی related ہیں ان کا کام ہے لیکن وہ نہیں ہوا۔ یقین کریں کہ وہاں ایسی افراتفری تھی کہ بیٹا شہید ہوگیا ہے اور باپ بھی زخمی ہے۔ زخمی باپ اپنے جوان بیٹے کی لاش اٹھا کر باہر لا رہا ہے۔ شہید ہونے والوں میں students بہت زیادہ ہیں۔ کامسیٹس یونیورسٹی، ہمدرد یونیورسٹی اور دوسری یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے young بچے جو BS کر رہے تھے۔ دو بھائی ہیں، اور دونوں شہید ہیں۔ ایک گھر کے چھ چھ شہید ہیں۔ ایک بہت بڑا انسانی المیہ ہے۔ انہیں کیوں مارا گیا ہے؟ کیوں ایسے ہوا ہے؟ ہمارے ملک کے اندر کیوں انسانی جان کی قدر و قیمت نہیں رہی ہے۔ خدا گواہ ہے اس طرح کے المناک واقعات کے اوپر point scoring کرنا درست نہیں ہے۔

جناب! ہمیں بڑا دکھ ہے۔ ہم جنازے اٹھا رہے تھے اور پاکستان کے ایک شہر میں ڈھول باجے بج رہے تھے اور رقص اور ناچ ہو رہا تھا۔ یہ ناقابلِ برداشت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سب کے بچے ہوتے ہیں، سب کی اولاد ہوتی ہے۔ کاش ہم feel کرتے کہ یہ ہمارے بچے مرے اور شہید ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے بھائی زخمی ہوئے ہیں اور زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں، پاکستان کے اندر اتنے بڑے حادثات ہوتے ہیں اور ٹیلی وژن کے اوپر کچھ اور چل رہا ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہمارا تعلق ہی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ سندھی مرا ہے، ہمارے ساتھ کیا، یہ پشتون مرا ہے، ہمارے ساتھ کیا، یہ بلوچ مرا ہے، پنجابی مرا ہے، ہمارے ساتھ کیا۔ یہ عیسائی مارا گیا ہے، ان کے churches پر حملہ ہوا ہے، ہمیں کیا۔ یہ ہمارے ہندو بھائی مارے گئے ہیں، ان کے مندر پر حملہ ہوا، ہمیں کیا۔ یہ شیعہ مارا گیا ہے، یہ سنی مارا گیا ہے، ہمیں کیا۔ یہ بے حسی آخر کار بہت ہی خطرناک ہے، اس سے دہشت گردوں کو فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین! کوشش یہ ہو رہی تھی کہ جلد از جلد، چونکہ جنازے باہر کے لوگوں کے تھے، ان جنازوں کو یہاں سے dispatch کیا جائے، یہاں سے لے جایا جائے تاکہ ان کی ایک اجتماعی نماز جنازہ نہ ہو۔ اگر اجتماعی نماز جنازہ ہوتی، یہ شہید تھے، یہ بچے یہاں پڑھنے آئے تھے، پاکستان کے پایہ تخت میں پڑھنے آئے تھے، پاکستان کا future تھے، اگر ان کی اجتماعی نماز جنازہ ہوتی، پورے پاکستان میں کیا message جاتا؟ یہ کہ ہم دہشت گردوں کے مقابلے میں اکٹھے ہیں۔ ہم مزید unite ہوں گے اور ہم ان کو ناکام بنائیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکا۔ ان کو میڈل دینے چاہییں تھے۔ یہ پاکستان کے بیٹے مارے گئے ہیں، سجدے میں مارے گئے ہیں، مسجد کے اندر مارے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ یقین کر لیں، میں وہاں گیا، بس کوشش یہی تھی، یہاں پر لوگ جائیں، کوئی احتجاج نہ ہو۔ جناب! احتجاج دہشت گردوں کے خلاف ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے لوگ غصے میں آکر حکومتوں کے خلاف بھی باتیں کرتے ہیں لیکن اصل میں یہ دہشت گردوں کو مایوس کرتا ہے کہ سارے لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ جناب! یہ شیعہ سنی مسئلہ نہیں ہے۔ اہل سنت بھائی ہسپتال میں خون دے رہے تھے۔ وہ وہاں پر مدد کر رہے تھے، ان کے لیے تڑپ رہے تھے۔ ہمارا وطن نفرتوں والا وطن نہیں ہے۔ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں جو پتا نہیں کہاں کہاں سے آتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ افغانستان سے آئے ہیں۔ جب جنگ وطن کے اندر آجاتی ہے تو کون جواب دہ ہوتا ہے۔ پاکستان کے اندر ہزاروں بے گناہ لوگ مارے گئے۔ یہ جنگ بارڈر سے وطن کے اندر کیسے آگئی ہے، کس کی کوتاہی ہے؟ کسی کی نالائقی اور نااہلی ہے؟ دہشت گردی کی آگ جس نے ان گھروں کو جلایا ہے، کل ہمارے گھروں میں بھی آسکتی ہے۔ کوئی محفوظ نہیں رہے گا۔ جب ہمسایے کے گھر میں آگ لگے تو ساتھ والوں کو بھی اس کی تپش پہنچتی

ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خالی اس کا گھر جلتا ہے۔ لہٰذا، اتنے بڑے بڑے حادثات ہوتے ہیں، کسی سے پوچھا گیا ہے؟ کوئی accountable ہے؟ کوئی نہیں ہے۔

جناب عالی! پھر اس کے بعد ہسپتال کے اندر جو میڈیکل عملے کے لوگ تھے، وہ اپنے تئیں پوری کوشش کر رہے تھے۔ ان کے پاس سہولتیں، میڈیکل facilities اور دوائیں، بعض قیمتی دوائیں ہوتی ہیں، مہنگی ہوتی ہیں، باہر سے لانی پڑتی ہیں، support کرنا ہوتا ہے لیکن توجہ نہیں تھی۔ اتنی توجہ نہیں تھی۔ لہٰذا، آپ جا کر دیکھ لیں، ان لوگوں سے پوچھیں کہ آخر کار بہت سے لوگوں کی جان بچ سکتی تھی اگر ایمرجنسی نافذ ہوتی اور لوگوں کو وہاں بروقت پہنچایا جاتا۔ ہمارے حکمران، پرائم منسٹر صاحب بھی جنازے میں ہوتے۔ ہمارے حکمران ہوتے، سب ہوتے، یہ وطن کے بیٹے تھے، اس عون عباس کو اعزاز دیا جاتا۔ اس کو تمغۂ شجاعت دیا جاتا، میڈل دیا جاتا کہ بیٹا! تم نے اپنی جان دے کر بہت سے لوگوں کی جانیں بچائی ہیں۔ اس کے والدین کے ساتھ ہمدردی ہونی چاہیے تھی۔ یہ ہمارے ہیرو ہیں۔ اس سے پہلے اعتزاز حسن نے ہنگو خیبر پختونخوا میں خودکش کو روکا۔ وہ خود شہید ہو گیا لیکن اسکول کے بچوں کو اس نے بچا لیا تھا۔ اگر ہم ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں تو جوانوں میں اور جذبہ اور ولولہ پیدا ہو گا اور دہشت گردوں کو مایوسی ہو گی۔

جناب عالی! اس وقت جو صورتحال ہے، میں اس حوالے سے چند باتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علامہ صاحب! معذرت کے ساتھ اور اراکین بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا دل بڑا ہے اور آپ باقی اراکین کو بھی موقع دیں گے۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: یہ جو دہشت گردی کی کارروائیاں ہو رہی ہیں، پاکستان کے اندر منافرت پھیلانے والے دندنا رہے ہیں اور جلسوں میں باقاعدہ قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ جس دن یہ واقعہ ہوا، اس دن ادھر ترلائی میں ہی ایسے اجتماعات ہوئے، پورے ملک میں ہو رہے ہیں۔ جناب! پاکستان کے اندر انتہا پسندوں کو لگام دی جائے۔ ہماری حکومت کو انہیں لگام دینی چاہیے۔ ان کو ground نہیں دینی چاہیے۔ یہ پاکستان، مسلکی پاکستان نہیں بنایا گیا تھا، مسلم پاکستان بنایا گیا تھا۔ اگر کوشش کی جاتی تو ایک خاص مسلک کا پاکستان کبھی نہیں بننا تھا۔ اگر کوشش کی جاتی کہ شیعہ پاکستان بنے تو نہیں بننا تھا۔ اہل تشیع، اہل سنت اور ہمارے غیر مسلم بھائیوں نے بھی مل کر پاکستان بنایا۔ یہ مسلم پاکستان ہے۔ اس کے بعد پھر جو ہمارا سبز ہلالی پرچم ہے، وہ بتا رہا ہے کہ کن کا یہ پاکستان ہے۔ یہاں مسلم بھی ہیں، غیر مسلم بھی ہیں، یہ ہم سب کا پاکستان ہے۔ یہاں نفرتیں پھیلانے والے، نفرتیں بھی ایسی کہ انسان کو اتنا ابھارتے ہیں کہ جائے اور خودکش حملہ کر دے۔ بازاروں میں، مارکیٹوں میں، اسکولوں

میں، مسجدوں میں، امام بارگاہوں میں، ہر جگہ حملہ کریں۔ ہم نے کتنے آپریشنز کیے ہیں، ہم کیوں ناکام ہیں اور کیوں کامیاب نہیں ہو رہے ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ داعش اس خطے میں پنپ رہی ہے تو داعش کے حوالے سے ہمیں بتایا جا رہا ہے؟ کیسے اس طرح کے حالات کا مقابلہ کرنا ہے؟ پہلے آپ کہتے تھے کہ TTP ہے، اب داعش بھی آ گئی ہے۔ پہلے BLA اور BRA تھی، اب ساتھ داعش بھی آ گئی ہے۔ گویا دہشت گرد اور ان کے گروہ یہاں پر بڑھ رہے ہیں۔ اس حوالے سے نفرتیں پھیلانے والوں کا مقابلہ ہونا چاہیے۔ انتہا پسندی زہرِ قاتل ہے، سم قاتل ہے۔ ہم سب کو مل کر انتہاپسندی کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ کسی بھی قسم کی انتہاپسندی ہو، ہمیں اس کو discourage کرنا چاہیے۔

محترم چیئرمین صاحب! ہمارے ایک وفاقی وزیر صاحب نے کہا کہ حکومت کو دھماکے کے بارے میں کوئی علم غیب تو نہیں ہے۔ ہمیں علم ہے کہ نفرت انگیز خطابات اور اجتماعات پورے پاکستان میں ہو رہے ہیں۔ اس کا راستہ تو روکا جا سکتا ہے۔ پلیز اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیں۔ منصوبہ بندی نہیں ہے، سیکورٹی کی کمزوری ہے۔ ریاستی ترجیحات کیا ہیں؟ ایک بات مجھے کرنے دیں، مجھ سے ناراض نہیں ہونا، میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ میں اس کو کسی اور طرف نہیں لے جانا چاہتا، ترجیحات نہیں ہیں۔ آپ دیکھ لیں، ہم کل احتجاج کرنے کے لیے نکلے تھے، اتنی پولیس تھی کہ خدا کی پناہ۔ ترجیحات کچھ اور ہیں حالانکہ کچھ اور ہونی چاہییں۔ آئیں priorities کے اندر دہشت گردوں کا مقابلہ، ملک کو دہشت گردی سے بچانا، انتہاپسندی سے بچانا، اس ملک کو امن و امان دینا شامل کریں۔ حکومت کے وجود کا جو فلسفہ ہے جسے فلسفۂ وجود حکومت کہتے ہیں، حکومت کیوں ضروری ہے؟ اس کا ایک کام یہ ہے کہ لوگوں کی جان کی حفاظت کر سکے۔ (T05 پر جاری ہے)

T05-09Feb2026 Abdul Razique/Ed: Iram Shafique 05:00 p.m.

سینیٹر راجا ناصر عباس: (۔۔۔۔۔جاری) اس کا ایک کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جان کی حفاظت کر سکے۔ جب حکومتیں لوگوں کی جان ومال کی حفاظت نہیں کرتیں تو اپنے ہونے کا فلسفہ کھو بیٹھتی ہیں۔ پھر انہیں نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت پاکستان میں ایک جرم ہو گیا کہ ہم کیوں مارے جاتے ہیں کیونکہ ہم پاکستانی ہیں۔ تمہاری جان محفوظ نہیں کیونکہ تم پاکستان میں پیدا ہوئے ہو۔ تمہارا مال محفوظ نہیں کیونکہ تم پاکستان میں پیدا ہوئے ہو۔ تمہاری ناموس محفوظ نہیں کیونکہ تم پاکستان میں پیدا ہوئے ہو۔ تم مجرم ہو۔ تمہارا جرم یہی ہے کہ تم یہاں پیدا ہوئے ہو۔ اگر حکومت لوگوں کی جان ومال کی حفاظت نہیں کر سکتی اور یہی ایک کام ہے نا تو اسے حق نہیں کہ وہ باقی رہے۔ قرآن میں بھی ایسے ہی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے جب حکومت قائم کی تھی، سب سے پہلے کیا کیا تھا؟ لوگ کی جان ومال کی حفاظت کی بات کی تھی۔ لوگوں کے ساتھ معاہدے اور جنگ بندی کی تھی۔ یہاں پر آپ دیکھ لیں۔ پورے پاکستان میں ہر روز بے گناہ لوگ

مارے جاتے ہیں۔اس وطن کے بیٹے قتل ہوتے ہیں لیکن ان کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں ہے۔ ہم پتا نہیں کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساری پولیس کو کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ پاکستان کو اس وقت heal کرنے کی ضرورت ہے۔Extremism کے خلاف کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔جب آپ بے گناہ لوگوں کو جیلوں میں ڈالیں گے،انہیں دیوار سے لگائیں گے تو extremism پیدا ہوگا۔جب انہیں لاٹھیاں ماریں گے، ان کے سامنے عورتوں کو اٹھائیں گے،اس سے extremism پیدا ہوگا۔ لاقانونیت جرم اور ظلم ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔اگرہماری حکومت اور حکمران یہ چاہتے ہیں کہ وہ اہل ثابت ہوں تو ان کے لیے لوگوں کی جان ومال کی حفاظت first priority ہونی چاہیے۔لوگوں کو ان کے حقوق دینا بنیادی انسانی حق ہے۔یہ حکومت کی priority ہونی چاہیے لیکن وہ چیز ہمیں نظر نہیں آرہی ہے۔

جناب، میں اس واقعے پر زیادہ باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں نہیں چاہتا کہ ایسی کوئی بات بھی کروں کیونکہ یہاں رواج ہے اور لوگوں سمجھیں گے کہ یہ political point scoring ہے۔میں غزہ کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا تھا۔ میں کل 8 فروری کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا تھا اور میں وہ کل کر لوں گا۔میں اور حوالوں سے بھی بات کرنا چاہتا تھا اور یہ بھی بات کرنا چاہتا تھا کہ 8فروری 2024 کو جو ظلم ہوا۔غزہ کے حوالے سے پاکستان کے عوام کے زخموں پر نمک چھڑکا جا رہا ہے۔ پاکستان کے عوام کے دل فلسطینیوں اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہیں نہ کہ ان ظالموں، قاتلوں، نیتن یاہو اور ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم وہاں جا رہے ہیں۔وہاں آپ جائیں لیکن پاکستان کی عوام کو آپ کو جواب دینا ہوگا۔ پاکستان کی عوام آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔آپ عوام کی نگاہوں میں اتنے گرتے چلے جا رہے ہیں کہ اپنے وجود کا معنٰی ختم کر رہے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ اس وقت توجہ دیں۔ پاکستان میں مزید extremism کا راستہ روکیں اور قانون کے مطابق چلیں، آئین کے مطابق چلیں اور پاکستان پر پاکستان کی عوام کے elected لوگ حکومت کریں۔ انہیں آئینی طور پر حق ہے اور خدا کی طرف سے بھی انہیں یہ حق ہے اور یہ کسی اور کو نہیں ہے۔مجھے امید ہے کہ ہمارا یہ پاک وطن ایک دن ضرور بہتر ہوگا۔عوام اپنے حکمران منتخب کریں گے۔وہ آئین کے مطابق ہوں گے۔لوگوں کو ان کا حق ملے گا۔ لوگوں کی جان، مال اور ناموس محفوظ ہوگی۔عوام ہمارے لیے لاڈلی اولاد کی طرح ہوں گے نہ کہ ہم ان کے منہ پر تھپڑ ماریں، انہیں گھسیٹیں اور وہ مرے ہوں اور ہم رقص، ناچ،گانے،ڈول اور پتا نہیں کیا، کیا کرتے ہوں۔یہ شرم کا مقام ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کاش ہم انسان ہوتے۔ کاش ہم عوام کے حقیقی حکمران ہوتے۔کاش ہم ان کے لیے ماں اور باپ کی طرح ہوتے لیکن لگتا ہے کہ ہم ماں

باپ نہیں اور کہتے ہیں کہ جو دیو اور ڈائن ہیں، اس سے بھی بدتر ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیں ہدایت کریں۔ ایک دن ضرور آئے گا جب یہاں عدل کی حکمرانی ہوگی۔ خدا، ہمیں عادل حکمران دے تاکہ پاکستان کے عوام سکھ سے جی سکیں، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اس سے پہلے کہ میں کسی اور کو موقع دوں۔ Honorable Senator Fawzia Arshad کی بیٹیاں مہمانوں کی گیلری میں بیٹھے ہیں۔ ہم انہیں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی سینیٹر پرویز رشید صاحب۔

Senator Pervaiz Rasheed

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ، جناب چیئرمین! آج جس المناک واقعے کے حوالے سے ہم گفتگو کر رہے ہیں، یقیناً وہ قابل مذمت ہے اور پوری پاکستان کی قوم، پاکستان کی انتظامیہ، پاکستان کی حکومت، پاکستان کی تمام نمائندہ سیاسی جماعتیں نہ صرف اس واقعے کی مذمت کر چکی ہیں بلکہ اپنے اس عزم کا اظہار بھی کر چکی ہیں کہ پاکستان سے دہشت گردی کے واقعات کو اور ان واقعات کے جنم دینے والے عفریت کو ختم کرنا پاکستان کا عزم ہے۔ جن معصوم پاکستانیوں کو ان کی زندگیوں سے محروم کیا گیا، ان کے خاندان کے دکھ میں ہم سب شامل ہیں اور سب اس بات کے گواہ ہیں کہ دہشت گردی کے ناسور کے خلاف جدوجہد میں پاکستان کی ایک عظیم بیٹی بے نظیر بھٹو شہید نے اپنی زندگی تک کو قربان کیا۔ اس بات کے بھی سب گواہ ہیں کہ پاکستان کے سابق وزیراعظم جناب محمد نواز شریف صاحب نے پارلیمنٹ کے مشورے اور سیاسی جماعتوں کے مشورے سے دہشت گردی کے خلاف موثر اقدامات شروع کیے اور تقریباً دہشت گردی کے اس ناسور سے پاکستان کی جان بھی چھڑا دی۔ اس بات کے بھی سب گواہ ہیں کہ یہ ناسور دوبارہ کب جنم لیتا ہے لیکن چونکہ میں نہیں چاہتا کہ آج اس موقع پر جب ہم اپنے عزیزوں کے دکھ میں شامل ہونے کی بات کر رہے ہیں تو میں سیاسی point scoring کرکے اس کو بھی دہراؤں۔ میں یہ ضرور امید کرتا ہوں کہ اس موضوع پر جو لوگ گفتگو کریں، اگر وہ اپنے وقت کا 80 فیصد حصہ صرف حکومت وقت کو ملامت کرنے پر صرف کریں گے تو اس کا فائدہ ان دہشت گردوں کو ہوگا۔ اگر وہ دہشت گردی کی وجہ صرف یہ بتائیں گے کہ دہشت گردی اس لیے پاکستان میں ہو رہی ہے۔۔۔ حضور والا، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: .Order in the House جی بات کریں۔

سینیٹر پرویز رشید: اگر ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ دہشت گردی کے واقعات اس لیے جنم لے رہے ہیں اور دہشت گرد تنظیمیں اس لیے وجود میں آئی ہیں کہ انہیں پاکستان میں کسی ظلم کا سامنا کرنا تھا۔۔۔ سینیٹر علامہ راجا ناصر عباس

صاحب، میری آپ سے بھی درخواست ہے آپ تشریف رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر دو باتیں میری سن لیں تو میرے لیے بڑی عزت اور بہت اعزاز کی بات ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علامہ صاحب، آپ نے بات کی۔ اب سینیٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں تو براہ مہربانی انہیں سنیں۔

سینیٹر پرویز رشید: علامہ صاحب، میں آپ کا رقعہ بھی پڑھوں گا۔ اگر ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ جو دہشت گرد ہیں، انہیں پاکستان میں کسی ظلم اور کسی جبر کا سامنا تھا اوراس لیے وہ دہشت گردی پر تلے تو جناب والا جب سے ہم پاکستان کے لوگ دہشت گردی کا شکار ہوئے، کم از کم ان دہشت گردوں کی نہ تنظیم کی جانب سے، نہ کسی دہشت گرد کے انٹرویو سے، نہ دہشت گردی میں کچھ اپنے آپ کو خود بننے والے کسی شخص کی جانب سے جو زندہ گرفتار ہوئے، ان میں سے کسی کے منہ سے میں نے یہ نہیں سنا کہ وہ یا اس کا خاندان پاکستان میں کسی ظلم کا شکار تھا، وہ یا اس کا خاندان پاکستان میں کسی جبر کا شکار تھا بلکہ ان کے منہ سے جو میں نے باتیں سنیں، ان کا اپنا ایک ایجنڈا ہے اور وہ ایجنڈا اتنی بھی اہمیت نہیں رکھتا کہ میں اسے یہاں دہراؤں لیکن وہ تنگ نظری کی بنیاد پر ہے۔ وہ دوسرے عقیدے کے وجود کو تسلیم نہ کرنے کی بنیاد پر ہے۔۔۔۔ (جاری....T06)

T06-09Feb2026 Babar/Ed:Waqas 5:10PM

سینیٹر پرویز رشید: (جاری۔۔) لیکن یہ ایک بہت تنگ نظری کی بنیاد پر ہے۔ وہ دوسرے عقیدے کے وجود کو تسلیم نہ کرنے کی بنیاد پر ہے وہ کسی ظلم اور جبر کے خلاف لڑنے والا agenda نہیں ہے، وہ کسی آمریت کے خلاف لڑنے والا agenda نہیں ہے، اور وہ کسی جمہوریت کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا agenda بھی نہیں ہے۔ یہ وہ agenda ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ جو میرا عقیدہ ہے وہ صرف سچائی پر مبنی ہے، اور جو میرے عقیدے سے متفق نہیں، وہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ مسلمان نہیں ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ للذا وہ غیر مسلموں کو یہ سمجھتا ہے کہ جو مسلمانوں کو ختم کرتا ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے غیر مسلموں کو ختم کیا ہے، میں نے نعوذ باللہ انکار کرنے والوں کو ختم کیا ہے۔ تو یہ حضرت ہمیں یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ ظلم کا شکار تھے، یہ جبر کا شکار تھے، صرف اس لیے کہ ان کی جیلیں بھری ہوئی ہیں۔ بھئی، ان کی جگہ جیل سے بھی زیادہ آگے ہے۔ صرف جیل نہیں، جیل سے آگے بھی ایک جگہ ہے ان کے لیے۔ ان کو جیل بھیجنا ہماری ذمہ داری ہے، اور آپ ہماری ذمہ داری پر بھی تنقید کر دیتے ہیں۔ تو میری درخواست یہ ہے کہ آج ہم اپنے لوگوں کے دکھ درد میں شامل ہونے کی بات کریں۔ آج ہم دہشت گردی کی سوچ کی مذمت کریں۔ آج ہم دہشت گردی کو ختم کرنے کے عزم کی بات کریں۔ جنابِ والا، دہشت گردی کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بات

نہ کریں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہر روز ہمارے گھروں میں صفِ ماتم بچھی ہو۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کالا لباس کبھی ہمارے جسم سے اترے ہی نا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے خوشیاں چھین لی جائیں۔ تو کیا ہم ان کے agenda پر عمل کرنا شروع کر دیں؟ کیا ہم ان کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو جائیں؟ کیا ہم اپنے آپ کو خوشیوں سے محروم کر دیں؟ کیا ہم ہر وقت ماتم اور آہ وزاری کی کیفیت میں چلے جائیں؟ یہ تو وہ چاہتے ہیں، لیکن ہم ان کی تکمیل کے لیے کام نہیں کریں گے۔ ہم انہیں یہ پیغام دیں گے کہ نہ تم ہماری خوشیاں چھین سکتے ہو، نہ تم ہمارے بچوں کی خوشیاں چھین سکتے ہو، نہ تم ہمارے عزم کو کمزور کر سکتے ہو۔ ہم اپنی خوشیوں کو برقرار رکھیں گے، ہم اپنے امن کو برقرار رکھیں گے، اور ہم اپنے عوام کے تحفظ کو برقرار رکھیں گے۔ صرف اور صرف تمہیں نیست و نابود کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، میڈم شیری رحمان صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: میں وہی بات کر رہی ہوں، آپ ہی کی بات کر رہی ہوں۔ اجازت کا شکریہ، چیئرمین صاحب! آج ہم سب سراپا احتجاج ہیں۔ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے، یہ ہم سب کے لیے ایک قومی المیہ ہے۔ چیئرمین صاحب، آپ نے Business suspend کرنے پر agree کیا کہ یہ ایک بہت اہم discussion ہے اور اس میں راستے نکالے جائیں۔ لیکن یہاں ایک وزیر موجود نہیں ہے، ایک وزیر بھی نہیں۔ میں خود باہر گئی ہوں وزراء کو ڈھونڈنے، اتنے اہم issue پر ایک بھی وزیر موجود نہیں۔ میں آپ سے request کروں گی کہ آپ ایک note بھیجیں، بالخصوص Prime Minister کو ضرور بھیجیں، اور وزراء کو مطلع کریں کہ ان کی عدم موجودگی ایک بہت بڑا signal ہے کہ اس ایوان کی کیا اہمیت ہے، اور اس مسئلے کی کیا اہمیت ہے۔ اس مسئلے پر بھی غور کیجیے۔ یہ بات سب کے سامنے طے ہوئی ہے کہ یہ معاملہ انتہائی اہم ہے۔ ایسا نہ لگے کہ ہم Private Business کر رہے ہیں۔ آج ایسا نہ لگے کہ ہمارے سال بھر جو بلز انتظار کر رہے تھے،، وہ ہم آج کر رہے ہیں، بلکہ ہم نے اپنا بزنس suspend کر دیا ہے یہ discussion شروع کرنے کے لیے، کہ اتنا ہمارے ساتھ، ملک کے ساتھ، اور ہمارے دارالحکومت میں اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے۔ ساری دنیا دیکھ رہی ہے، اور ساری دنیا نے اس پر ہمارے ساتھ condolence offer کی ہے، سب کچھ کیا ہے لیکن ہم ہیں کہ بے حسی دیکھ لیں کہ ایک وزیر بھی موجود نہیں۔ Law Minister تو اجازت لے کر گئے، لیکن کتنے وزیر ہیں؟ پچاس سے زیادہ وزیر ہیں، فوج ہے پوری، تو اس پارلیمان کے ذریعے اگر ان کو آگے نہیں بڑھنا تو ہمیں بتا دیں، ہم آپس میں ہی باتیں کر لیتے، لیکن this is not right چیئرمین صاحب! اور please ان کو متنبہ کیجیے گا کہ یہ طریقہ نہیں ہے۔ issue کی مناسبت

سے، مسئلے کی مناسبت سے، اور اس ہاؤس کی بھی توقیر ہے کہ اس میں اتنی کمی لائی جاتی ہے۔ بار بار پکڑ دھکڑ کے، ماسوائے question hourکے یہاں، Law Ministerیا Parliamentary Affairsکے ministerآ جاتے ہیں، ہر فنِ مولا بن کر، دونوں کے دونوں بیچارے، اور وہ سب کا جواب دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے، اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے، لیکن اجتماعی ذمہ داری کا یہ مطلب نہیں کہ پوری فوج وزراء کی غائب ہو۔ اب اگر Interior Minister یہاں نہیں ہے تو آپ Deputy Prime Minister ہیں، آپ کے ساتھ پوری فوج ہے وزراء کی، سینئر وزراء کی، دو یا تین تو بیٹھے ہوں۔ جب پاکستان کے دارالحکومت میں دہشت گردی کا اتنا بڑا امام بارگاہ میں سانحہ ہوا ہے، اور حملہ ہوا ہے، تو یہ کون سا وقت ہے غیر حاضری کا؟ کسی سے excuse بھی نہیں کی، یا کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ تو this is not right۔ پارلیمانی Leaders بھی موجود ہوں۔ ہم سب احتجاج ضرور کرتے ہیں، اور کتنی دفعہ یہ تقاریر کریں گے، لیکن ہم ہر دفعہ، جیسے سینیٹر رشید نے کہا، ہمارا عزم پختہ ہے، اور ہم سب ساتھ مل کر کھڑے ہیں دہشت گردی کو defeat کرنے کے لیے، کہ صرف فتح پاکستان کی ہوگی، پاکستان کی majorityکی ہوگی، یہ تو طے شدہ بات ہے۔ میں اس لیے یہ کہہ رہی ہوں، یہ کوئی مفروضے پر بات نہیں کر رہی ہوں۔ آپ لوگ بھی حوصلہ پکڑیں۔ Leader Of The Oppositionنے اچھی تجویز دی، اور ہمارے سینیٹر وقار مہدی بھی resolutionلے کر آئے ہیں، جو وہ پورا ہاؤس قائم کر چکا ہے، پورا ہاؤس sign کر چکا ہے، اور وہ ضرور اس پر بات بھی کریں گے اور پیش بھی کریں گے۔ لیکن یہ پاکستان کے لیے، ہر سانحہ، ہر جان جو ضائع ہوتی ہے، دہشت گردی کے کسی بھی attackمیں، وہ ہمارے لیے بہت بھاری پڑتا ہے۔ چاہے وہ مسلح افواج کا ہو، جو مستقل جانیں دے رہے ہیں، جو مستقل شہادتیں دے رہے ہیں، اور بے لوث اس ملک کا دفاع کر رہے ہیں، یا یہاں ہمارے Law Enforcementکے لوگ ہوں، یا پولیس کے لوگ ہوں۔ ابھی تک ہمیں یہ نہیں بھولا کہ کتنے پچھلے دہشت گردی کے جو ہم نے operationsکیے، اس میں ہی اسی ہزار پاکستان کے شہریوں کی، مسلح افواج کی، اور پولیس اہلکاروں کی زندگیاں جا چکی ہیں۔ سب نے اتنی شہادتیں دی ہیں۔ دنیا میں کسی کو نہیں پتا کہ پاکستان نے 2008 سے جس طرح operationsشروع کیے۔ ہماری government تھی، اور oppositionنے ہماری ہاں میں ہاں ملائی۔ چار دن ہم نے دونوں Housesکی joint sittingsکیں، closed door sittingsکیں، جس میں حکومت نے explainکیا کہ ہماری یہ strategyہے، پوری presentationدی، Joint House کو convinceکیا کہ Military operationsکی بھی ضرورت ہے، اور سیاست کی بھی ضرورت ہے۔ یعنی سیاسی دھارے میں جس کو لا سکتے ہیں، اس کو ضرور لائیں گے۔ جو محرومیوں کی وجہ سے، یا گمراہی کی وجہ سے، یا کسی ideological confusionکی وجہ سے دہشت

گردی کی لپیٹ میں آ گیا ہے، ان ٹولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو گیا ہے، تو ان کو الگ کرنا جانتے ہیں، اور کوشش کریں گے۔ ہر قسم کے پروگرام بنائے گئے، جن میں سیاسی deployment کی گئی۔ سوات میں آج تک ایک پروگرام بنا ہوا ہے، جہاں اس وقت کے Prime Minister ہمارے چیئرمین، یوسف رضا گیلانی تھے۔ چار دن ہم نے ڈپٹی چیئرمین صاحب یہ سیشن چلایا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج بھی چلائیں گے ان شاء اللہ۔

سینیٹر شیری رحمان: چار دن Joint House چلایا تھا۔ پہلے فوج نے presentation دی، DGMO نے، اور پھر چوہدری نثار، جو Leader Of Opposition تھے، انہوں نے demand کی کہ ہمیں پوری government سے بریفنگ چاہیے، صرف فوج سے نہیں۔ تو weekend بیچ میں تھا اور مجھے ہدایت دی گئی کہ میں national security پر presentation دوں۔ پھر prepare کرکے ہم نے ایسی presentation بنائی کہ سب نے کھڑے ہو کر کہا، لبیک، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ مسلح افواج ضرور operation شروع کرے۔ اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہم قومی دھارے میں آئیں، ہمیں کوئی سیاسی ناراضگیاں ہوں، یا کوئی نظریاتی مشکلات ہوں، یا ہماری کوئی مبہم سوچ ہے، یا internet پر recruiting ہو رہی ہو، جیسے ہوتی ہے، ان کو قومی دھارے میں لانے کا پورا ایک پروگرام بنایا گیا۔ جو لوگ اسلحہ نیچے رکھنے پر تیار تھے، ساری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ اسلحہ نیچے رکھنے پر تیار ہوں اور ریاست کے ساتھ کام کرنا چاہیں، ان کو قومی دھارے میں لایا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت جو دہشت گردی کی لہر دوڑ رہی ہے، اس میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس میں کوئی confusion نہیں ہونی چاہیے۔ آج صدر پاکستان کی headline بھی لگی ہوئی ہے، اور بڑی جرات مندانہ ہے، کہ افغانستان سے جو ٹولے اب پاکستان کی سرزمین پر اس کی minorities پر، minorities تو ہم نہیں کہہ سکتے، ہم سب ایک ہیں، ہم پر حملے کر رہے ہیں، تو یہ بالکل ہمیں قابلِ قبول نہیں ہے۔ (جاری۔۔۔۔۔T07)

T07-09FEB2026 Taj/Ed. Iram 05:20 p.m.

سینیٹر شیری رحمان: (جاری۔۔۔) تو یہ بالکل ہمیں قابل قبول نہیں ہے اور اس میں ہم دوٹوک ہر ایک کی مذمت کرتے ہیں جس کا ہاتھ اس میں ہو اور جو بھی اس کی سربراہی کر رہا ہو، جو بھی sanctuary دے رہا ہو، ہم اس کی مزمت کرتے ہیں۔ لیکن بات اب یہ ہے کہ ہم نے آگے کیا کرنا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ ہم بھی چار دن دے گئے تو جناب! چار دن ضرور دیجیے لیکن جو فیصلہ سارے کر رہے ہوتے ہیں یعنی حکومت جو فیصلہ کرتی ہے، جو وزیراعظم ہوتے ہیں، جو مسلح افواج آپریشنز میں جاتے ہیں اور سامنا کرتے ہیں، ان کو بھی پھر مدعو کیا جائے۔ وہ ہاؤس

ایسا تھا کہ سب اس میں آئے ہوئے تھے۔ یہاں میں بغیر منسٹرز کے، آپ بغیر منسٹرز کے، تھوڑے سے ہاؤس میں جس کا شاید quorum بھی نہ ہو۔ ہم سنے ہوئے ہال میں یہ discussion نہیں کر رہے تھے، packed House تھا، چار دن تھے۔ مولانا صاحب! میں بطور وزیر چار گھنٹے، مولانا صاحب! میں اپ سے اس لیے مخاطب ہو رہی ہوں کہ آپ نے پوچھا، چار گھنٹے میں اپنے پیروں پر کھڑی تھی، جس کے بعد چیئرمین صاحب! گیلانی صاحب نے تھوڑا مجھ پر رحم کھایا کہ میں تھوڑا تمہارے جواب دے دوں۔ میں نے کہا کہ شکریہ جناب۔ اب آپ بتائیے ہم کس سے بات کر رہے ہیں۔ ہم آپ سے بات کر رہے ہیں۔ آپ کی سنوائی آپ ہمیں دے رہے ہیں، وقت بھی دے رہے ہیں، ان شاءاللہ سب کو دیں گے۔ جس نے بات کرنی ہے، وہ اس پر دل کھول کر بات کریں لیکن اپنی تجاویز ہم دیتے ہیں لیکن آج تک کسی نے یہاں پر بریفنگ تک نہیں کی۔ ایک بریفنگ نہیں ہوئی ہے۔ بے شک وزیر داخلہ کی ہو جائے، بے شک کسی کی بھی ہو جائے لیکن کمٹیاں بھی یہاں پر سنی پڑی ہوئی ہیں۔ اب بے چارے وزیر قانون آ جائیں گے، ان کا فون بھی آ رہا ہے کہ کوئی کام ہے۔ وہ آ جائیں گے، تقریر کر جائیں گے۔ ان کا اتنا ظرف ہے کہ وہ بات کریں گے اور ہم سب سن بھی لیتے ہیں کیونکہ ہم ان کی بات کے قائل بھی اکثر ہو جاتے ہیں لیکن issue یہ نہیں ہے، issue صرف یہ نہیں ہے کہ منسٹر نہیں ہے، issue یہ بھی ہے کہ موقع کب ہمیں سنگین لگے گا اور موقع کب ہمیں ایسا لگے گا جو ہمیں کسی دوراہے پر جائے اور دوراہے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری مسلح افواج یا پولیس والے اکیلے لڑ رہے ہیں، نہیں، وہ پارلیمان کی قوت کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ وہ عوام کے نمائندوں کی حامی کے ساتھ اور full support کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ یہ دہشت گردی کا battle دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ یہ conventional جنگ سے بہت مشکل ہوتا ہے۔

اس زمانے میں مجھے سفیر بھی بنایا گیا۔ آپ یقین مانیں، یہ 2009 ,2008 اور 2010 کی بات ہے۔ آج بھی کہیں کھانے پر یہ discussion ہو رہا تھا۔ آپ دیکھیں کہ آپ TV on کرتے تھے ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، اگر دوپہر میں آپ نے خبریں دیکھیں۔ میں تو شام کو TV on کروں اور پھر دیکھتے تھے کہ کسی اسکول پر حملہ ہوا ہے، کسی امام بارگاہ پر حملہ ہوا ہے، کسی صوفی خانقاہ پر حملہ ہوا ہے، کسی فیکٹری پر حملہ ہوا ہے اور ریاستی تنصیبات پر حملہ ہوا ہے یا معصوم شہریوں کو راستے میں ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ یہ تو روز، دن میں تین مرتبہ کا معمول بن گیا تھا۔ جو ریاست پاکستان، اس کے معصوم شہریوں نے، اس کے اہلکاروں نے، law enforcing agencies اور فوج نے جس کا سامنا کیا ہے، وہ دنیا میں کسی فوج نے نہیں کیا ہے، دنیا میں کسی شہری نے نہیں کیا ہے۔ آپ براہ مہربانی پڑھ کر دیکھ لیں، ہم اپنے آپ کو credit بھی نہیں دیتے کہ ہم کس مرحلے سے نکل کر آئے ہیں۔ اس لیے بہت ضروری ہے یہ سبق کہ پاکستان نے دنیا کی سب سے بڑی -counter

terrorism war لڑی ہے۔ القائدہ کو پورے South Asia سے نکالا۔ آپ کسی امریکی سے 2010 کا کوئی ریکارڈ نکال لیں، وہ آپ کو بتائیں گے کہ پاکستان نے القائدہ کو اس پورے خطے سے نکالا۔ اس کے بعد آپ check کر لیجیے کہ کس حد تک پھر دہشت گردی کے حملے کم ہوتے گئے، کم ہوتے گئے، کم ہوتے گئے۔ افغانستان سے جو sanctuary دی جا رہی ہے، وہ اب ایک ایسی سرزمین بن چکی ہے جہاں بارڈر علاقے میں کچھ بھی ہو رہا ہے، اب ہم نے بارڈر بند کیے ہوئے ہیں، میری زندگی میں پہلی مرتبہ میں نے دیکھا کہ اتنا لمبا بارڈر بند ہو۔ بارڈر بندیاں پاکستان کرتا نہیں ہے ماسوائے انڈیا کے جو آئے روز جنگ کرنے تک آیا ہوا ہوتا ہے لیکن کرنا پڑا ہے، افسوس سے میں کہوں گی کہ کرنا پڑا ہے، کبھی تو پاکستان کی ریاست جواب دے گی۔ ریاستیں ایسی نہیں ہوتیں کہ ایک طرف آپ ہمیں تھپڑ مارتے رہیں اور دوسری طرف سے ہم جواب بھی نہ دیں۔ ہمارے معصوم شہریوں کی عبادت گاہوں پر آپ بے رحم حملے کرتے رہیں، دل خراش واقعات ہوں۔ ہم رو دھو کر دعا کر کے تو گھر نہیں چلے جائیں گے۔ ضروری ہے کہ ہم یہاں پر نہ صرف بات کریں لیکن policy making میں، پالیسی سازی میں شامل ہوں۔ صرف یہ الفاظ نہیں ہونے چاہییں کہ میں دکھ کا اظہار کر لوں کیونکہ دکھ کا اظہار کافی نہیں ہوتا، قوموں کو امید چاہیے ہوتی ہے، راستے پر action لیتی ہیں۔ ہم کو دونوں ملانا پڑے گا اور عوام کی نمائندوں کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اب اگر ہمارے opposition ranks میں تشویش ہے تو بے شک صحیح تشویش ہے لیکن یہ دہشت گردی کا ناسور کیوں اٹھا ہے۔ آپ لوگ بھی سوچیں کہ اس وقت پاکستان کے ساتھ آپ متحد ہوں اور پاکستان کی حکومت اور لوگوں کے ساتھ متحد ہوں۔ یہ کہیں نا، کسی چیز کو مشروط نہ بنائیں۔ اُس وقت کی اپوزیشن بھی ہم سے بہت ناراض تھی۔ چوہدری نثار بہت تگڑے اپوزیشن لیڈر تھے، وہ کسی چیز کو نہیں گزرنے دیتے تھے، اپنا بال بھی نہیں بھیگنے دیتے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ اس بات پر ہم ہماری ریاست، ہمارا ملک، ہمارے شہری بالادست ہیں۔ انہوں نے طے کیا تھا، فیصلہ کیا تھا۔ آپ بھی فیصلہ کیجئے۔ اس چیز کو مشروط نہ کریں۔ آپ نے کہا کہ عورتوں کو گھسیٹا گیا، بری بات ہے۔ ہمارے لیڈران کو مستقل گھسیٹا گیا۔ کہیں کبھی خاتون کو گھسیٹا گیا، کبھی مردوں کو گھسیٹا گیا، صدر نے تو 14 سال جیل میں گزارے۔ پھر آپ کی حکومت میں، میں آپ پر الزام نہیں لگا رہی، یہ وقت نہیں ہے لیکن آپ کی حکومت نے ہمارے صدر کو اپنے گھر سے اٹھایا ہے، بکتر بند گاڑی میں لے گئے ہیں، ان کی بہن کو چاند رات کو ہسپتال سے drag کیا ہے۔ تو عورتوں کو drag کرنے کا رواج آپ نے ہی شروع کیا ہے، معاف کیجیے گا، مریم نواز کو اس کے کمرے کا دروازہ توڑ کر نکالا گیا ہے۔ مگر دو غلطیاں ایک سچ کو یا ایک اچھی بات کو جنم نہیں دیتیں، میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں۔ تو جب آپ تنقید کرتے ہیں یاد بھی رکھیں کہ طالبان جن کا اس وقت ہم سامنا کر رہے ہیں کیونکہ TTP

کیا ہے، TTP تحریک طالبان پاکستان ہے، برا لگے یا اچھا لگے، ان کو عمران خان نے بڑی جگہ دی تھی، کہا تھا ان کا دفتر کھولو، ان کو تقویت دو، ان کو space دو، ان سے دوستی کا، ان کا دوستی کا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: تو آپ clarify کر دیجیے گا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، قادری صاحب، ان کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر شیری رحمان: آپ clarify کر دیجیے گا، میں تو بات کروں گی۔ تو طالبان، ہم ایسے تو نام نہیں لیتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنے نمبر پر بات کریں۔

سینیٹر شیری رحمان: طالبان خان ایسا ہی نام نہیں لگا تھا۔ چھوڑ دیں آپ ماضی، میں معذرت خواہ ہوں لیکن آپ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ غیر پارلیمانی الفاظ اجلاس کی کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

سینیٹر شیری رحمان: دیکھیں سچ ان کو بہت برا لگتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دوست محمد صاحب کے غیر پارلیمانی الفاظ اجلاس کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ علامہ صاحب! آپ لوگ بات سنیں۔

سینیٹر شیری رحمان: میں تو بات کروں گی۔ I am sorry. آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عون عباس صاحب! آپ اپنے نمبر پر بات کریں۔ جب آپ کو نمبر ملے گا تو آپ جواب دے دیں۔

سینیٹر شیری رحمان: ان میں کڑوا سچ سننے کی برداشت نہیں ہے۔ ہم آپ کی بات ہر مرتبہ سنتے ہیں اور سنتے رہیں گے ان شاء اللہ، یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے۔ آپ نے نہیں سننا، آپ کی مرضی۔ میں ضرور یہ کہوں گی کہ قائد حزب اختلاف نے جو بات کہی ہے، اس میں ضرور وزن ہے کہ یہ ایوان سنجیدگی سے سنے۔ آپ لوگ حوصلہ رکھیں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ناز صاحبہ! آپ بیٹھیں۔ آپ اپنے نمبر پر جواب دیں۔ یہ قومی issue ہے، اس طرح باہر ایک اچھا پیغام نہیں جائے گا۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب! مجھے اجازت دیں کہ میں بات کروں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی آپ بات کریں۔

سینیٹر شیری رحمان: میں ہرگز نہیں، apologize کس بات کی؟ سچ کڑوا کیوں لگا رہا ہے؟ نہیں، نہیں، معافی تو آپ مانگیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دوست محمد صاحب! آپ اپنے نمبر پر بات کریں۔

سینیٹر شیری رحمان: ہم اسی جگہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہم 09-2008 میں تھے، اللہ نہ کرے لیکن طالبان کو تقویت کس نے دی ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: فوزیہ! پلیز، نہیں جب آپ کا نمبر آئے گا تو پھر آپ جواب دے دیں۔ عون عباس صاحب! پھر آپ جواب دے دیں۔

سینیٹر شیری رحمان: صوبائی بجٹ میں کس نے funding approve کی ہے؟.... I am sorry

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے، آپ اپنے نمبر پر بات کریں۔ (جاری۔۔۔T08)

T08-09Feb2026 Ali/Ed: Shakeel 05:30 pm

جناب قائم مقام چیئرمین: (جاری ہے۔۔۔) یہ مناسب نہیں ہے، آپ اپنے نمبر پر بات کریں۔

سینیٹر شیری رحمان: آپ رو کیں، آپ Leader of Opposition ہیں۔ علامہ صاحب، میں کھڑی ہوتی ہوں پوری پارٹی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: دوست محمد صاحب، فوزیہ۔

سینیٹر شیری رحمان: میں کیوں expunge کروں۔ کیوں ساری دنیا کہتی ہے، نا نا ہرگز نہیں۔ Anyway, I am going to not wind up until I am ready, good and ready. And I am going to say very clearly کہ آپ اپنی قوم اور ملک کے لیے ,you can't interrupt me نہیں آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ لوگ اپنے نمبر پر بات کریں۔ جی راجا ناصر عباس صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition)

سینیٹر راجا ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): ہم مطالبہ کرتے ہیں، resolutionپیش کرتا ہوں کہ TTP کے حوالے سے کون ان کو لے کے آیا؟ کس نے meeting کی؟ کابینہ میں کیسے ہوا؟ ایک joint session ہونا چاہیے، سابقہ Army Chief کو بلائیں، سابقہ DG ISI کو بلائیں، سب کو بلائیں اور in-camera اجلاس کریں اور دودھ کا دودھ، پانی کا پانی کرلیں۔ تاکہ ہم اس blameبازی سے نکل جائیں، تاکہ کسی نے کیا کیا ہے؟آ جائے تو کیا حرج ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بات سنیں،Oppositionکی طرف سے موقف آگیا ہے۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: جناب!ایسا ہو جائے کہ باقاعدہ دونوں ایوانوں کا joint session بلایا جائے اور وہاں پر میں یہ resolution پیش کرتا ہوں کہ وہاں پر اجلاس ہونا چاہیے، in-cameraاجلاس ہونا چاہیے، ہر چیز سامنے آنی چاہیے، تاکہ کم از کم اس blame سے نجات حاصل ہو، پھر جس نے کیا ہم اس کو condemn کریں گے، ہم اس کے پیچھے لگیں اور یہ بھی طے کیا جائے کہ طالبان کس نے بنائے تھے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: علامہ صاحب۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: یہ بھی افغان طالبان بھی کس نے بنائے تھے؟ کون ان کو اپنے بیٹے کہتا تھا؟ کون ان کو اپنے بچے کہتا تھا؟ اسلام آباد میں اتنا بڑا حادثہ ہوا ہے ہم اس پر رہیں، کیوں ادھر ادھر جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ باتیں تو کل کرنی تھیں، آج 9 تاریخ کو آئے، حاضری ہو گئی ہے۔جی شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: جس وقت آپ معزز سیاست کریں گے، ہم بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جب آپ کو اپنے نمبر پر وقت ملے گا تو آپ لوگ جواب دیں۔جی شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ ، چیئرمین صاحب میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں تو اس وقت اپنے آپ پر، حکومت پر بات کر رہی تھی، مگر کہا گیا کہ عورتوں کو گھسیٹیں گے، تو یہ ہوا۔ میں نے صرف آپ کو آئینہ دکھایا، تو برا نہیں لگنا چاہیے۔ میں صرف یہ عرض کر رہی ہوں کہ دیکھیں، یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، پارٹی بازی اس میں نہیں کرنی چاہیے۔ جب اگر ہم کوئی briefing کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئر مین: ہم نے شروع کروایا تھا علامہ صاحب سے، Opposition Leader سے تو کم سے کم ان کا تو خیال رکھیں۔ جی شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: آپ اپنے لوگوں کو control کریں، ہم بھی تمیز سے رہیں گے، ہماری party بھی تمیز سے رہے گی، نہیں تو میڈم ہم آپ کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: شیری رحمان صاحبہ، یہ مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر شیری رحمان: تو تجویز یہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: جی تجویز دیں۔

سینیٹر شیری رحمان: تجویز یہ ہے کہ ڈپٹی چیئر مین صاحب، آپ بہت احسن طریقے سے اس وقت اجلاس کی قیادت کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہاں ہر آواز کو اٹھنا چاہیے، ہر بات کہیں، تنقید بے شک کریں، ایک دوسرے پر بھی کر لیں۔ آپ مستقل کرتے ہیں اور ہم خندہ پیشانی سے سنتے ہیں، لیکن یہ بات آپ کو بھی cultivate کرنی پڑے گی، Leader of Opposition نے جو کہا، ہم نے سنا۔ میں صرف ایک بات ضرور کروں گی کہ بہت سارے لوگ ماضی میں، جیسا بھی ہوا، داغدار ہوا۔ لیکن ہمارا ماضی صرف داغدار نہیں ہے، اس میں بڑی قربانیاں اور شہادتیں دی گئی ہیں، اسے بھی یاد رکھیں کہ جب پاکستان نے counter terrorism کی، دنیا کی سب سے بڑی battle and operations کو کوئی دس سال طویل لڑا۔ America کا انخلا ہوا اور طالبان حکومت آئی، مطلب امریکی جہاز نہیں نکلا تھا اور وہاں پر جو افراتفری تھی، سب نے دیکھی۔ تو آپ دیکھ لیں کہ counter terrorism جنگ لڑنا کتنا مشکل ہے ایک conventional war کے مطابق۔ آپ ایک کانٹا لے لیں جیسے fork کہتے ہیں اور اس سے soup ڈالیں یا پتلی دال ڈالیں تو اس طرح سے ہوتا ہے۔ آپ کسی فوجی سے پوچھیں، آپ کسی national security کے بندے سے پوچھیں، analysis expert سے پوچھیں کہ کتنا مشکل ہوتا ہے۔ حوصلہ کریں پاکستان نے یہ جنگ جیتی ہے۔ یہ جنگ جیتی سب بھول گئے، جب امن ہوتا ہے، اچھا بھی ہوتا ہے کہ سب بھول جائیں، تاکہ ہم آگے بڑھیں۔ لیکن ہمیں آگے کوئی نہیں بڑھنے دیتا، کیونکہ ہم unity develop نہیں کر پاتے اور بس میں یہی کہوں گی .that we need to develop unity اگر علامہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ joint sitting ہو جائے، جس

میں House میں briefing ہو، چاہے وہ classified ہو، in-camera ہو، لیکن House کو تو اعتماد میں لیں اور اس مسئلے کو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے Parliamentary Leader کو موقع دوں یا آپ کو، کن کی زریں خیالات سے ایوان کو آپ کی یا اس کی۔

سینیٹر شیری رحمان: کر رہی ہوں، میرا اس میں تجربہ ہے، آپ کا نہیں ہے، .please اب سارا time تو یہ لے رہے ہیں۔ یہ بے قابو ہیں؟ آپ کے قابو میں نہیں ہیں، کر لیں ان کو قابو میں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دوست محمد صاحب، ویسے اس عمر میں آپ کی حرکتیں ٹھیک نہیں ہیں۔

سینیٹر شیری رحمان: دیکھیں غیر سنجیدہ ہنسی مذاق ہو رہے ہیں، cameraوہاں لے کر جائیں، غیر سنجیدہ ہنسی مذاق ہو رہے ہیں اور ہمیں بھی سیاست کرنی آتی ہے، چھوڑ دیں۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر شیری رحمان: آگے کیا چلیں؟ ہر مرتبہ ,she keeps interrupting me ان کو تقویت دی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، شکریہ جی۔

Senator Sherry Rehman: No, I am going to speak. Chairman Sahib, I will finish, she can't keep on interrupting me. My point is.

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں یہ ایک قومی سانحہ ہے۔ اس پر ہم نے اجلاس بلایا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے یہی کرنا ہے، تو پھر ہم اجلاس کو ختم کر دیں۔ اس طرح قومی پیغام نہیں جائے گا۔ اس طرح message نہیں جائے گا۔

سینیٹر شیری رحمان: اس وقت یہ قومی پیغام دینا نہیں چاہ رہی ہیں، ان کے Leader دینا چاہ رہے ہیں لیکن یہ دینا نہیں چاہ رہی ہیں۔ ان کے leader دینا چاہ رہے ہیں۔ اچھی طرح سن لیں Leader of Opposition قومی یکجہتی کا پیغام دینا چاہ رہے ہیں لیکن پیچھے ان کی ranks نے قیدی صاحب کو بتانا ہے کہ ہم ریاست سے زیادہ آپ سے loyal ہیں۔ اب میں کہوں گی کہ قومی یکجہتی، اگر آپ نے create کرنی ہے، تو تنقید سننے کی پارلیمان ہے؛ یہاں سیاست ہوتی ہے۔ آپ صرف اکیلے نہیں کر سکتے ہیں، اس کا حق صرف آپ کو

نہیں ہے۔ ہم آپ کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں، کیونکہ آپ نے تجویز کی ہے۔ میں کوئی نہیں ہوتی ہوں، میں کابینہ کی member نہیں ہوں۔ میں صرف اپنا تجربہ بتا رہی ہوں کہ یہ ہونا چاہیے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب، ابھی ایک آپ کے State Minister آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں سننا چاہوں گی کہ کتنے Federal Minister, State Minister and Advisors ہیں؟ اس House میں جو دو یا تین مشکل سے آج demand ہوئی ہے، تو آئے ہیں۔ I should not have to embarrass my coalition partners. I am sorry. Thank you very much on this issue of vital national security.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، سینیٹر عطار حمان صاحب۔

سینیٹر عطار حمان: ابھی تو time ہے نا؟ یا ابھی بھی اس کے لیے ہے؟ صرف تائید کرنی ہے یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بات کریں۔ مجھے پتا ہے، آپ بڑے جامع اور مختصر بات کرتے ہیں۔

Acting Chairman: Order in the House, please.

Senator Atta-ur- Rehman

سینیٹر عطار حمان: (عربی) میرے انتہائی قابلِ قدر چیئرمین صاحب۔ آج آپ نے معمول کی کارروائی کو روک کر خاص اس ایک topic پر یا ایک موضوع پر بات کرنے کا وقت دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے وزیر صاحبان آ رہے ہیں۔ آج دوست محمد صاحب کو میں موقع دوں گا، آپ کی party نے آپ کو پیچھے بٹھایا ہے، مگر میں آپ کو پہلے موقع دوں گا۔ آپ نماز پڑھ کے آ جائیں۔ جی، مولانا صاحب۔

سینیٹر عطار حمان: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج ایک خاص topic پر ہماری معلومات کے مطابق اور جس طرح Leader of the Opposition نے بھی کہا کہ سینکڑوں لوگ۔

Acting Chairman: Order in the House. Jatoi Sahib and Nasir Butt Sahib please.

سینیٹر عطار حمان: اسلام آباد کے واقعے میں جہاں بحق ہوئے ہیں، یقیناً ہم سب کو ان کے ساتھ ہمدردی ہے۔

(T09 پر جاری ہے)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: (جاری ۔۔۔) ہم سب کو اُن کے ساتھ ہمدردی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں کم عمر نوجوان بہت زیادہ تھے لیکن یہ بڑا آسان ہوتا ہے کہ ہماری حکومت فوراً کہہ دیتی ہے کہ جی یہ ہمسایہ ملک سے آئے ہوئے دہشت گرد تھے۔ اگر قوم کی تسلی کے لیے ایسے بیانات دیے جا رہے ہیں تو شاید کسی حد تک کچھ لوگ آپ کے ان بیانات سے مطمئن ہوں لیکن اگر واقعی آپ سنجیدہ ہیں تو اس طرح کے بیانات سے آپ قوم کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ ایسا نظر آ رہا ہے کہ بین الاقوامی قوتوں کے دباؤ کے تحت آپ اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ بین الاقوامی سطح پر اُن قوتوں کو دیکھا ہے کہ جب روس افغانستان میں داخل ہوا تو ہمیں مِن حَیثُ القوم اُن کی حمایت کرنی پڑی اور پھر جب امریکہ بہادر یہاں آیا تب بھی ہمیں حمایت کرنی پڑی۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم اس قوم کے اور اس ملک کے خیر خواہ ہیں یا بدخواہ ہیں۔ ہم قوم کو کیا باور کرانا چاہتے ہیں؟ آپ یقین جانیے کہ دو طریقوں سے لوگ اپنے آپ کو محفوظ کرتے ہیں کہ یا تو قاتل کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں یا پھر قاتل کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں تو وہ پھر قاتل کی گولی سے، ظلم سے اور جبر سے بچے رہتے ہیں۔

یہاں پر ہم نے اپنے نوجوانوں کو ایک مرتبہ سبق سکھلایا، اُن کو باقاعدہ trainings دیں، ایک ادارے کے تحت trainings دیں اور پھر جب اُوپر سے حکم آیا تو انہی لوگوں کو ہم نے بدخواہ کہا۔ آج بھی ایک اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے کہ یہ good Taliban ہیں اور یہ bad Taliban ہیں۔ میں ذاتی طور پر بھی یہ سمجھتا ہوں اور شاید بہت سارے لوگ سمجھتے ہوں گے کہ جو ہمارے اس ادارے یا ان اداروں کے کہنے پر دہشتگردی کرتے ہیں وہ good Taliban ہیں اور جو اداروں کی بات نہیں مانتے وہ bad Taliban ہیں۔

اس سے پہلے ڈیرہ اسماعیل خان میں واقعہ ہوا۔ اُس میں آپ good Taliban کہیں یا bad Taliban کہیں لیکن وہاں اُن کا ایک لیڈر کہہ لیں یا اُس کو جو بھی کہیں، وہ اُس میں قتل ہوا لیکن ہمارے ہاں مشکل یہ ہے کہ جب بھی ہم کوئی صحیح بات کرتے ہیں، ملک کو بچانے کی بات کرتے ہیں تو پھر ہمیں ہی نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ کیوں ایسی گفتگو کر رہے ہیں؟ اگر ہم نشاندہی کرتے ہیں کہ میرا قاتل یہ سامنے کھڑا ہے تو پھر ہمارے اپنے وہ لوگ جو قاتل کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب، کوئی رائے دے دیں۔ اس حوالے سے حکومتِ وقت کو کوئی رائے بھی دے دیں۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میں رائے دے رہا ہوں لیکن اگر کوئی اُس کو سمجھے یا سمجھنے کی کوشش کرے۔ حکومت کی دلچسپی تو آپ کے سامنے شیری رحمان صاحبہ نے واضح کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، اعظم صاحب House سے اجازت لے کر گئے تھے اور اُن کی غیر موجودگی میں بھی دو منسٹر بیٹھے تھے۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: کیا بس یہ ایک منسٹر یا دو منسٹروں کی ذمہ داری ہے؟ آج ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر ہم اس کا احساس کرتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے لیکن ہمیں پتا ہے کہ آپ کی یا میری نہیں، اس House کی نہیں، کن کی تابعداری کرنی پڑتی ہے اور جن کی وجہ سے حکومتیں ملتی ہیں اور ختم ہوتی ہیں، اُن کی تابعداری بہت ضروری ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مگر جب آج House سے ہمیں بولا گیا ہے کہ آپ اس پر بحث کریں، تو ہم نے مکمل House سے رائے لے کر بحث کی ہے۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: اگر آپ کہتے ہیں تو میں تسلیم کر لیتا ہوں

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، یہ آپ کے سامنے ہے۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: بہر کیف جو میں نے گفتگو کی ہے تو شاید وہ بھی غلط نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں، میں نے کہا کہ کوئی چنگی تجاویز بھی دے دیں نا۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میں تو یہ عرض کر رہا ہوں، ہمارے ہاں ایک لطیفہ سا ہے لیکن بہر کیف آج آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں کہ ایک خاتون تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہاں خواتین بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: ہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ اُس خاتون پر جنات آتے تھے۔ تو جب جنات آتے تھے تو وہاں کوئی ایک پیر صاحب تھے، اُن کو بلایا گیا کہ اس پر جنات ہیں تو اس کے لیے کوئی تعویز یا کوئی دم کریں۔ تو جب اُس نے دم وغیرہ کیا تو اس کے لواحقین سے کہا کہ اس پر کوئی جن وغیرہ نہیں ہے۔ اُس خاتون کو بھی اُس بات کا پتا تھا تو وہ چارپائی پر ہلنے لگی اور اُس نے کہا کہ پیر صاحب! اگر مجھے جنات نہیں ہیں تو میں یہ ہل کیوں رہی ہوں؟ تو یہاں اگر جنات نہیں ہیں تو یہ ملک کیوں ڈانواں ڈول ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، ماشاء اللہ۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جنات تو ہیں لیکن کون ہیں؟ میں نام لوں گا تو گستاخی سمجھی جائے گی اور میں اپنے دوستوں سے بھی کہوں گا کہ جب تک آپ جنات کا نام نہیں لیں گے، جب تک آپ اُن کی نشان دہی نہیں کریں گے اور جب تک آپ اصل دشمن کی طرف انگلی نہیں اٹھائیں گے، اُس وقت تک اس ملک میں امن لانا مشکل ہوگا۔ ہم اپنے اقتدار کے لیے، اپنی قوت کے لیے اور اپنی حکمرانی کے لیے یہاں پر اس طرح کے واقعات قصداً کراتے ہیں تاکہ میری حکومت کو تقویت ملے، تاکہ میری اجارہ داری کو تقویت ملے، تاکہ میری حکمرانی پر کوئی حرف نہ آئے۔ اب تو ہمیں ایک اور نوالہ دے دیا گیا ہے کہ یہاں پر جو ترمیم ہوئی ہے، اُس کے بعد اب یہاں پر کوئی جرنیل حکومت نہیں کرے گا بلکہ ایک اور طریقے سے ہم پر مسلط کیا گیا ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا کہ تاحیات قید لگانے کی کیا ضرورت تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ خبر آپ کو کس نے دی؟

سینیٹر عطاء الرحمٰن: تاحیات قید لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا تھا کہ آپ تھوڑا سا ایک لفظ اور ایک جملہ اور بڑھا دیتے کہ قیامت کے بعد بھی اُن کے خلاف بات نہیں کرنی، قیامت کے دن بھی اُن کے خلاف کوئی گواہی نہیں دینی اور کوئی بات نہیں کرنی تو اس میں کوئی مشکل تو نہیں تھی لیکن میرے محترم ساتھیو۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: وہی پاس بھی ہو جانا تھا لیکن انہوں نے مشکل یہ بنا دی کہ اس میں یہ لکھا نہیں ہے بلکہ اُس میں تاحیات لکھا ہوا ہے۔ میں نے اُن سے کہا تھا کہ اس تاحیات کو ختم کرو اور اس کو قیامت کے بعد تک بھی لکھو۔ بہر کیف میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو اصل مشکل ہے، جو اصل problem ہے۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T10)

T10-09Feb2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 5:50 PM

سینیٹر عطاء الرحمٰن: (جاری۔۔۔) جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا ہوں کہ جو اصل مشکل، اصل problem ہے میں دست بستہ سیاسی قیادت سے جس پارٹی سے بھی تعلق رکھتے ہوں، چاہتا ہوں ان کو بھی گزارش کرانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کی قیادت صحیح معنوں میں اس ملک میں اقتدار کے لیے نہیں، جب تک صحیح معنوں میں اس قوم کی ترجمانی نہیں کریں گے، ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز مغرب کی اذان سنائی دی گئی)

جناب قائم مقام چیئر مین ! جی۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن : جناب چیئر مین ! میں عرض کر رہا تھا کہ میں اپنی سیاسی قیادت سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا، اب اقتدار تک پہنچنے کے ان راستوں کو چھوڑیں، صحیح معنوں میں قوم کی نمائندگی کریں، صحیح معنوں میں اس ملک کی نمائندگی کریں۔ ہماری ان کمزوریوں کی وجہ سے یہ ملک ایک مرتبہ پہلے بھی دو لخت ہو چکا ہے اور اگر ہم نے اسی طرح قومیت کے نعروں کو تقویت دی، ہم نے اسی طرح لوگوں کو بے آسرا چھوڑا، ہم نے اسی طرح مذہب کو بھی اپنے لیے استعمال کیا، قومیت کو بھی اپنے لیے استعمال کیا، لسانیت کو بھی اپنے لیے استعمال کیا تو شاید پھر آگے یہ ملک نہیں رہے گا۔

آج ہم جس دھڑلے سے کہتے ہیں کہ ہمیں اس ملک سے پیار ہے، یہ پیار کسی چھوٹے صوبے تک محدود ہو جائے گا، لہٰذا میں دست بستہ اپنی سیاسی قیادت سے، اپنے ملک کے ان اصلی حکمرانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا اس قوم پر ترس کریں، اس ملک پر رحم کریں، اس آنے والے نوجوانوں پر رحم کریں۔ اس طرح بلکتے بلکتے نوجوانوں کو کل پرسوں جو ہم نے دیکھا ہے میرے خیال میں کسی انسان میں اگر دل ہے تو وہ شاید ان حالات کو آگے برداشت نہیں کرے گا۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین ! جی، وزیر قانون صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ : جناب چیئر مین ! بہت شکریہ۔ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں ادھر بتا کے گیا تھا، سپیکر صاحب کے چیمبر میں ایک میٹنگ تھی، اس کے لیے پندرہ بیس منٹ کے لیے گیا۔ میری خواہش تھی اگر حضرت بات سن کے جاتے کیونکہ وہ اپنی بات کرکے چلے گئے۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے آج business suspend اس لیے کیا کہ دہشت گردی کی لہر پر گفتگو کریں۔ مجھے تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب ہم نے سیاست میں اسلوب بنا لیا ہے بلکہ یہ fashionable ہے کہ اگر آپ opposition benches سے بات کر رہے ہیں تو آپ نے اداروں پر اور عسکری قیادت پہ تنقید ضرور کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین ! حالانکہ ہم نے اس کے بارے میں ruling بھی دی تھی۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ : جناب چیئر مین ! نہیں ruling سے ہٹ کے میں کہتا ہوں کہ ان کا گناہ کیا ہے؟ ان کا قصور کیا ہے کہ وہ آپ کی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ وہ روز قربانیاں دے رہے ہیں، روز شہادتیں ہو رہی ہیں اور وہ اس عفریت کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ ان کا قصور یہ

ہے انہیں کہا گیا کہ جنگ لڑنے جوگے نہیں ہے۔ انہوں نے جنگ بھی آپ کو جیت کے دی، پھر بھی معافی نہیں ہو رہی۔ ہمیں تھوڑا سا اپنے دامن میں بھی جھانکنا ہے۔ ہمیں اپنی غلطیوں کا بھی ازالہ کرنا ہے نا۔ ہم سیاست دان کوئی دودھ کے دھلے تو نہیں ہیں۔ میں بڑی کھل کے دل سے بات کر رہا ہوں کہ ہم نے اسے as a fashion رکھ لیا ہے کہ اپنی جو ماضی کی غلطیاں ہیں ان پر بات نہیں کرنی۔ میری جماعت نے بھی کی ہیں آج جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی جن کندوں پر بیٹھ کر آئے تھے کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ غلطیاں پاکستان پیپلز پارٹی سے بھی ہوئیں دیگر جماعتوں سے بھی ہوئیں آپ اپنی introspection کریں نا۔

ہم نے اسلوب کے طور پر اور فیشن کے طور پر طے کر لیا ہے کہ جب بات کرنی ہے ہم نے ادھر انگلی اٹھانی ہے، پھر اشارے کنایوں میں ٹھٹھا لگانا ہے، اس کو مذاق کی شکل دینی ہے۔ قومیں اس طرح آگے نہیں جاتیں، شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ملک ہو جس میں اس طرح کی گفتگو روز ہو۔ اس طرح نہیں چلتا یہ جو نشتر ہیں، زہر سے بجھے ہوئے، یہ روز روز چبھوئے جاتے ہیں۔ یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔ یہاں پر ہمیں ایک قوم بن کے سوچنا ہوگا اور جب تک آپ law enforcement agencies کی مدد نہیں کریں گے aid نہیں بنیں گے، ان کے پیچھے کھڑے ہو کے ان کی آواز نہیں بنیں گے یہ بہت بڑی جنگ ہے۔ یہ Afghan war ہی کی by-products ہیں جو آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔ اس طرح اس سے چھٹکارا نہیں ملنے والا۔

جناب والا! میں conclude کروں گا جب سارے بات کر لیں گے لیکن میری صرف عرض ہے کہ آپ practical ہونے والی تجاویز ہیں، وہ دیں۔ اپنی افواج کے نوجوانوں کو جو روز جوان مائیں، اپنی اولادوں کی قربانیاں دے رہی ہیں۔ ہماری جوان بہنیں بیوہ ہو رہی ہیں۔ کوئی روز ایسا، کوئی ہفتہ ایسا نہیں ہے جب ان کی قربانیوں کی خبر ہم تک نہیں آتی۔ یہ بھی ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین! جی، سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔

<u>Senator Zamir Hussain Ghumro</u>

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! پہلے تو یہ بڑا واقعہ ہے۔ یہ واقعہ ہمیں moment of reflection provide کرتا ہے۔ ہمیشہ ملک کی security وہ state کی security، bipartisan policy ہوتی ہے، ہمیں اسی تناظر میں اس issue کو دیکھنا چاہیے۔ پاکستان میں Afghan war سے جو terrorism رہی ہے اس میں ہمارے لیڈروں اور لوگوں کی شہادتیں ہوئی ہیں۔ یہ continuous سلسلہ چل رہا ہے اس سے پاکستان میں تمام political and security forces کو ایک ہی policy اور ایک ہی

page پر آنا پڑے گا، اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں گے تو فائدہ کس کو پہنچے گا؟ اتنی بڑی regional and international forces اپنے agenda کے ساتھ پاکستان میں گھس گئی ہیں۔

ہماری security forces اور جوان اس کے خلاف امر جنگ ہیں۔ اس کے لیے حکومت کو یہ کہنا کہ حکومت relax ہے حکومت relax نہیں ہے۔ this is a biggest war we have been fighting against terrorism. یہ ہماری border پر ہو یا بلوچستان میں۔ this is a serious threat to national security. معاملہ اسلام آباد تک آ گیا ہے، امام بارگاہ پر بہیمانہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس پر پوری حکومت کو اور پوری opposition کو اکٹھے بیٹھنا چاہیے اور اس پر reflection کرنا چاہیے۔ ہماری یہی policy ہے کہ terrorism in any form is not acceptable ہم نے اس میں اپنے leaders گنوائے ہیں۔ شہید بینظیر بھٹو کو شہید کیا گیا۔ اسی terrorism کے خلاف ہم لڑتے آئے ہیں، ابھی بھی لڑیں گے۔ ہمیں اس پر bipartisan policy بنانی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین ! جی، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئر مین ! شکریہ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو اسلام آباد میں بہیمانہ حملہ ہوا اس کی تفصیلات بیان کیں آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرا خیال ہے کہ میں بلکہ ہم سب جو شہید ہونے والے، جو زخمی ہوئے اور ان کے لواحقین کے لیے دعا گو ہیں۔

(جاری۔۔۔T11)

T11-9Feb2026 Naeem Bhatti/ED Irum Shafique 6:00 pm

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔۔) ان کے لواحقین کے لیے دعا گو ہیں۔ جناب والا ! میں مختصراً یہ کہوں گا کہ ہم نے ابھی کچھ دن پہلے بلوچستان میں جو کچھ ہوا، اس پر بہت بحث کی۔ ہمیں سینیٹ میں پانچ سال ہونے والے ہیں، یہ واقعات بار بار ہوئے ہیں، ہم نے بار بار ان پر بحث کی ہے، ان پر ہر کوئی بولا ہے، میں کہنا چاہتا ہوں کہ بہت ہو گیا، اب حدیں ختم ہو گئی ہیں، اب برداشت نہیں رہی، اب بحث کا وقت بھی نہیں رہا، اب وقت آ گیا ہے کہ آپ action لیں اور action کے لیے ہم سب کو ایک طرف ہونا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم پھر debate کریں اور ان لوگوں کو جانے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ریاست کی ذمہ داری ہے، یہ صرف حکمرانی نہیں ہوتی، جب آپ حکومت میں ہوں تو آپ کی ذمہ داری

ہے کہ آپ لوگوں کی حفاظت کریں اور اگر کوئی اس طرح کا حملہ کرتا ہے تو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان کو پکڑا جائے اور انہیں ختم کیا جائے لیکن یہ نہیں ہو رہا۔ بات وہی ہے کہ ہم ایک دن بحث کرتے ہیں، افسوس کرتے ہیں اور اگلے دن ہم جشن مناتے ہیں اور بھول جاتے ہیں۔

جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ داعش involved ہے اور ان کے پیچھے ہندوستان ہے، بالکل ہو گا، ضرور ہو گا، میں حکومت سے ابھی صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے جواب ابھی چاہیے، اگر ہندوستان involved ہے تو ہم کیوں نہیں اسے expose کر رہے، ہم یہ سارے معاملات UN کے پاس کیوں نہیں لے کر جا رہے؟ Evidence دیں، شہادت دیں، بتائیں تاکہ قوم آپ کے ساتھ کھڑی ہو۔ میں حکومت سے دوسری چیز یہ پوچھنا چاہوں گا، میں نے آپ کو last time بھی کہا تھا، کچھ وزراء تھے اور کچھ نہیں تھے لیکن میں نے بعد میں بھی پیغام بھجوایا، اگلے دن اخبارات میں بھی report ہوا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ آپ اپنی ترجیحات ٹھیک کریں، اگر آپ چاہتے ہیں، ہم سب چاہتے ہیں کہ Pakistan comes first for us اور ہم سب چاہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ختم ہوں، ہم سب چاہتے ہیں کہ پاکستان میں بھلائی ہو، لوگ خوش حال ہوں۔ میں نے اس کے لیے یہ suggest کیا تھا کہ ضروری ہے کہ پوری قوم آپ کے ساتھ ہو، اگر پوری قوم آپ کے ساتھ نہیں ہو گی تو جنگ میں اسی طرح ہوتا رہے گا، جنگ کا ایک سلسلہ چلتا رہے گا، ہم نے اس جنگ کو ختم کرنا ہے، جیتنا ہے، اگر قوم آپ کے ساتھ نہیں ہو گی تو, innocent lives will be lost بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ جناب چیئرمین! اس لیے یہ ضروری ہے، میں یہ بہت وثوق سے کہہ رہا ہوں اور آپ سب دل میں مانتے بھی ہیں کہ اگر آپ کو قوم اپنے ساتھ چاہیے تو عمران خان اور پی ٹی آئی کو آپ کے ساتھ ہونا چاہیے، آپ اسے بے شک deny کرتے رہیں، عوام آپ کے ساتھ نہیں ہیں، اسی لیے آپ کمزور فیصلے کرتے ہیں۔ اگر آپ کے ساتھ عوام ہو گی اور ہے، اس point پر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں، میرے Leader of the Opposition, ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، قوم کے ساتھ ہیں کہ ہم نے terrorism ختم کرنا ہے لیکن اگر آپ نے ہمیں دشمن سمجھے رکھا، ہمارے ساتھ زیادتی کرتے رہے تو پھر ہم اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ Leader of the Opposition نے آپ کو دو، تین چیزیں point out کی ہیں، وہ issues ہیں جو ہمیں solve کرنے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ security کا نظام نہیں تھا اور انہوں نے اس کی وجہ بھی بتائی کہ آدھی یا اس سے زیادہ forces PTI کو پکڑنے میں لگی ہوئی تھیں، اس کا جواب چاہیے کہ security forces کہاں تھیں۔ دوسری بات انہوں نے یہ point out کی کیونکہ وہ تو موجود تھے، وہ فوراً پہنچ چکے تھے کہ ambulances ہی نہیں آئیں۔ تیسری بات انہوں نے یہ کہی کہ ہسپتالوں میں emergency declare نہیں کی گئی، equipment نہیں تھے، ہمیں اس کا جواب چاہیے کیونکہ یہ انسانیت کے معاملات ہیں۔ Medal کی بات کی گئی، بالکل

medalملنا چاہیے لیکن میں آپ سے ایک اور سوال پوچھنا چاہتا ہوں، جس طرح میں نے کہا کہ ریاست کا ایک basicاصول ہے، جمہوریت کا بھی basic اصول ہے کہ حکمران اور ریاست لوگوں کے فلاح و بہبود کے لیے ہے۔ آج دوسرا دن ہو گیا ہےvictims کے لیے compensation کیوں نہیں announce کی گئی؟ وہ غریب لوگ ہیں، پورے پورے خاندان کے لیے جو لوگ پیسے کما رہے تھے، وہ شہید ہوئے ہیں۔ اگر وزیراعظم میں واقعی کوئی feeling ہوتی تو وہ فی الفور announce کرتے کہ یہ compensation ہے۔ میں ابھی جواب چاہتا ہوں کہ ان پر حکومت نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ ابھی صرف ایک وزیر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے پاس تو شاید جواب نہ ہو۔

جناب والا! یہ معاملہ ایسا ہے جس میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ بحث بہت ہو گئی، اب ہم بولتے رہیں گے، ہم کل بھول جائیں گے اور واپس اپنے business پر چلے جائیں گے۔ ہمیں action چاہیے، ہمیں داعش والے لوگ چاہیں جن کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ثبوت ہیں، انہیں پکڑیں، ہمارے سامنے لائیں، پھر ہم اکٹھے ان کے ساتھ deal کریں گے، اب قوم یہ دیکھنا چاہتی ہے۔ میں نے جس طرح کہا کہ .enough is enough Sir قائد حزب اختلاف بتا رہے ہیں کہ ابھی تک FIR بھی نہیں درج کی گئی حالانکہ یہ FIR پندرہ منٹ کے اندر درج ہو جانی چاہیے تھی، یہ تو ایک basicاصول ہے۔ یہ کوتاہیاں، کیوں اتنی بے حسی، اس نازک موقع پر حکومت کہاں ہے؟ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سینیٹ ہیں، Upper House ہے، ہم جو بول رہے ہیں یا گفتگو کر رہے ہیں، مجھ سے پہلے سب نے بڑی اچھی گفتگو کی، یہ لوگوں تک پہنچنی چاہیے، اس کے لیے ہماری speeches live جاتی ہیں لیکن میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں، میں نے ابھیconfirm کیا ہے کہ ہم جو بول رہے ہیں، یہ نشر نہیں ہو رہا، عوام کے لیے جو باتیں کر رہے ہیں، حکومت پر اس وقت جو تنقید کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ انہیں suggestionsدے رہے ہیں کہ ایک اچھی حکومت کو کیا کرنا چاہیے، یہ live نہیں چل رہا۔ آپ ابھی Information Secretary کو بلائیں، ابھی Minister for Information کو بلائیں، فون کریں، ان سے پوچھیں کہ کیا وجہ ہے، یہitself ایکinsult ہے۔ یہ تو ہم سب کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ باہر یہ check کرنے کے لیے گئے تھے۔ آپconclude کرلیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جی جناب چیئرمین! میں conclude کر رہا ہوں۔ مجھے تو اب بحث کی ضرورت بھی نہیں ہے اور میں تو کہہ رہا کہ میں نے جو سوالات پوچھے ہیں، .براہ مہربانی ان کے فی الفور جوابات لیں تاکہ ہم اس بحث کو مزید آگے چلا سکیں اور اس بحث کا کوئی فائدہ .action بھی ہو، صرف بات کرنا sufficient نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ساتھ ساتھ تجاویز بھی دیتے جائیں۔ سینیٹر عابد شیر علی۔

Senator Abid Sher Ali

سینیٹر عابد شیر علی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے مجھے اس اہم موقع پر بولنے کی اجازت دی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بہت اندوہناک واقعہ ہے، اس میں خاندانوں نے suffer کیا ہے، اس پر پورا پاکستان غم کی حالت میں ہے۔ ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے لواحقین کو صبر عطافرمائے۔ (جاری۔۔۔۔۔۔T/12)

T12-09Feb2026 Tariq/Ed: Waqas. 06:10 pm

سینیٹر عابد شیر علی۔۔۔(جاری) جو خاندانوں نے suffer کیا ہے اس پر پورا پاکستان غم کی حالت میں ہے۔ ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کریں اور ان کے لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبر عطافرمائیں۔

جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے، یہاں Leader of the Opposition نے کچھ باتیں کیں اور کہا کہ وہ اس واقعہ کو politicise کرنا اور point scoring نہیں کرنا چاہتے ہیں لیکن انہوں نے ساتھ ساتھ صوبہ پنجاب کو target کیا۔ اتنے مشکل ترین حالات میں دہشت گرد تو چاہتے ہیں کہ آپ زمین بوس ہو جائیں، آپ کی زندگی ختم ہو جائے لیکن جناب میں محترم Leader of the Opposition کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہزارہ community کا واقعہ بھی ہوتا ہے، وہ لوگ سردی میں بیٹھ کر اپنے وزیراعظم کا انتظار کرتے رہے کہ وزیراعظم آئیں اور ہمیں دلاسہ دیں لیکن اس وقت کے وزیراعظم نے جادو اور ٹونے کی سرکار کو ترجیح دی، نہ کہ ان معصوم لوگوں کو جن کی زندگیاں چلی گئیں اور وہ بے یارومددگار کھلے آسمان کے نیچے کئی دن اس وقت کے وزیراعظم کا انتظار کرتے رہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد صاحب، آپ تو ماشاءاللہ بڑے جہاندیدہ سیاست دان ہیں، آپ کوئی تجاویز دیں اور کوئی راستہ بتائیں، آپ براہ مہربانی personal چیزوں پر بات نہ کریں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! میرا آپ کے توسط سے Leader of the Opposition سے بھی سوال ہے کہ APS میں دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے، ہمارے بچے شہید ہوتے ہیں، میں اس وقت کے دھرنے کو بھی نہیں دہرانا چاہتا ہوں، میں ان واقعات کو بھی نہیں دہرانا چاہتا جو اسلام آباد کی سڑکوں پر ہوتے رہے ہیں، میرا آپ کے توسط سے سوال ہے کہ کیا خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے، ہمارے 1200-1300 کے قریب security کے افراد شہید ہوئے، اس میں پولیس کے لوگ اور عام شہری شہید ہوئے، سکول کے

بچے شہید ہوتے ہیں تو میں کہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب جیلوں کا چکر لگاتے ہیں، یہ تنقید کرنے کا موقع نہیں ہے۔ میرے سوال کا جواب دیں کہ کیا National Action Plan میں جو اربوں روپے دیے گئے اس کے مطابق وہاں پر پولیس نے جو check-posts بنانی تھیں اور صوبے نے اپنا کردار ادا کرنا تھا، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے سوال کرنا چاہتا ہوں کیا یہ صرف فوج کی ذمہ داری ہے؟ یہ جتنی فوج کی ذمہ داری ہے اتنی ہی صوبائی حکومتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انہیں National Action Plan پر من و عن عمل درآمد کرنا چاہیے۔ میں Leader of the Opposition سے نہایت ہی ادب سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں جو آئے دن security forces پر حملے ہوتے ہیں، ہمارے جوان روزانہ شہید ہوتے ہیں، کیا ان کے لیے افغانستان کے حق میں بیان دینا ضروری ہے؟ کیا ہماری فوج کے لوگ جن کی وجہ سے ہم سکون کی نیند سوتے ہیں وہ اپنا جسد خاکی اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں اور آپ وہاں پر بیٹھ کر press conference کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ افغانستان کی پالیسی پر آپ کا موقف غلط ہے۔ یہ کیسی دوغلی پالیسی ہے۔ اس ایوان میں کھڑے ہو کر آپ کو قوم کو جواب دینا پڑے گا کہ خیبر پختونخوا میں جو اربوں روپے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے National Action Plan کے تحت آپ کو پیسے دیے گئے اس پر قوم ان سے جواب کی منتظر ہے کہ انہوں نے وہاں پر پولیس کی check-posts بنانی تھیں۔

جناب چیئرمین! دیکھیں دہشت گردی کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ کیا خیبر پختونخوا کی حکومت نے وہ check-posts بنائیں، کیا دہشت گردوں کو روکنے کے لیے انہوں نے اپنا کردار ادا کیا؟ نہیں جناب چیئرمین۔

(مداخلت)

سینیٹر عابد شیر علی: دیکھیں میری بہن، براہ مہربانی آپ اس طرح نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر مشعال اعظم صاحبہ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: آپ میری بہن نہ بنیں، میں آپ کو بناتا بھی نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی پارٹی میں قبول ہو گئی ہیں، آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب ان کو احترام کی زبان بھی سمجھ نہیں آتی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں، میں آپ کو موقع دوں گا۔ ناصر بٹ صاحب، یہ مناسب نہیں ہے۔عابد شیر علی صاحب، باقی اراکین کو بھی بولنے کا موقع ملے گا اور ایک قرارداد بھی آ رہی ہے۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! یہ جب ہماری leadership پر تنقید کرتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! آپ دہشت گردی پر تجاویز مانگ رہے ہیں۔ میں سوال بھی نہ کروں کہ میری قوم کے پیسے National Action Plan کے تحت ان کی حکومت کے پاس جاتے ہیں، دھرنے کے لیے ان کے پاس پیسے ہیں لیکن وہاں پر check-posts قائم کرنے کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ مختصر کریں۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! علی ظفر صاحب نے اچھی بات کی لیکن وہ یہ بھول گئے ہیں کہ خدارا دہشت گردی کے واقعہ کو 9 مئی کے ساتھ attach نہ کریں۔ جنہوں نے 9 مئی کیا وہ اپنی سزا بھگت رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے سوال کیا ہے، کیا ان کو جواب نہ دیں، جواب دیں تو ان کی جان نکلتی ہے۔ جناب Leader of the Opposition نے بڑی باتیں کیں لیکن ہم نے ان کی بات نہیں روکی۔ ہماری فوج بھی جنازے اٹھاتی ہے، انہوں نے پندرہ سولوگوں کے جنازے اٹھائے ہیں، وہ جو آپ کے بیٹے ہیں وہ ہمارے بھی بیٹے ہیں، امام بارگاہ میں جو شہید ہوئے ہیں وہ ہمارے بیٹے شہید ہوئے ہیں، آپ کے نہیں ہمارے بیٹے شہید ہوئے ہیں۔ آپ ان چیزوں پر سیاست کرتے ہیں، میں جذباتی نہیں ہو رہا، وہ ہمارے بیٹے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے گھر کی لاشیں ہیں۔ [***][1] آپ اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں۔ میں تم سے بھی زیادہ اونچا بول سکتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: غیر پارلیمانی الفاظ کو اجلاس کی کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔

(مداخلت)

[1] [Words expunged as ordered by the Chair]

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد شیر علی صاحب، بہت شکریہ۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ صرف دو منٹ دے دیں۔ علی ظفر صاحب وہاں سے پندرہ منٹ بولے ہیں اور میں نے تو بات بھی نہیں کی ہے۔ جناب چیئرمین! میں نے توNational Action Planکے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد صاحب، آپ conclude کریں۔ ناصر بٹ صاحب، آپ انہیں بٹھائیں۔ شکریہ۔

سینیٹر عابد شیر علی: جناب چیئرمین! یہاں کوئی ماحول نہیں ہے، یہ اگر ہمارے لیڈر کے خلاف بولیں گے تو پھر اس ایوان میں کوئی اور نہیں بول سکے گا۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے، یہاں پر آپ کی مرضی کی بات کریں تو آپ سنیں، آپ کی توقع اور طبیعت کے خلاف کوئی بات ہو گی تو آپ نہیں سنیں گے۔ یہ بات نہیں ہو گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد صاحب کاMic بند کریں۔ شکریہ، آپ کی مہربانی۔ جی سینیٹر اعظم خان سواتی صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد صاحب، آپ براہ مہربانی بیٹھ جائیں۔ شکریہ۔ باقی ساتھی میرے چیمبر میں آ کر میرے ساتھ چائے اور کافی بھی پیئیں۔ میری طرف سے آپ کو اور بٹ صاحب کو دعوت ہے۔ جی سینیٹر اعظم سواتی صاحب۔ (آگے جاری۔۔۔T-13)

T13-09Feb2026 Mariam Arshad/Ed:Shakeel 06:20 p.m.

جناب قائم مقام چیئرمین: (جاری۔۔۔) سینیٹر اعظم خان سواتی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: عابد بھائی مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ میرے chamberآ کر چائے بھی پیو، کافی بھی پیو، میری دعوت ہےplease بیٹھ جائیں۔ اعظم سواتی صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے ساتھ آپ coffee پیو، میری دعوت ہے آپ کو بھی، بٹ صاحب کو بھی، دونوں کو میری دعوت ہے، گپ لگاتے ہیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب قائم مقام چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج کا سانحہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ aisle کے دونوں طرف سے اس سنجیدگی سے بات کی جائے کیونکہ اس سانحہ سے ہمارا دین جڑا ہوا ہے، ہماری عزت، ہمارا ناموس جڑا ہوا ہے اور یہ چند سو شہیدوں کی شہادت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہمارے اجتماعی ضمیر کی بات ہو رہی ہے۔ ریاست کے ساتھ ہم نے کھڑا ہو کر ان دہشت گروں کا مقابلہ کرنا ہے۔ ہماری آنے والی نسلیں ہم سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ اگر پاکستان جس کو ساری جماعتوں کے اکابرین نے بڑی قربانیوں کے بعد بنایا تھا۔ آج ہمارے ہاتھوں سے ہماری حرکتوں سے، اجتماعی حرکتوں سے تباہ ہو رہا ہے۔ خدارا آج بھی اب اس ایوان کے تقدس کا خیال کرتے ہوئے وہ بات کریں جس سے ہمارا دل مجروح نہ ہو بلکہ سجدے میں ان شہداء جو اللہ کی غیرت کو پکار رہے تھے، اللہ کی حامیت کو پکار رہے تھے۔ اپنی عاجزی سے، اپنی عبادت سے کہیں اس کا کوئی غضب ہم پر نہ آجائے، کہیں اس ظالم کے ایک یا ہزاروں ظالموں کے جو ہمارے ملک کی افواج کو، ہمارے ملک کی اقوام کو، عام شہریوں کو تباہی کے اس دہانے پر لے کر آ گئے ہیں کہ آج پاکستان کی روداد، پاکستان کی یہ داستان پوری دنیا کی داستانوں کے اندر لکھی جا رہی ہے۔

خدارا پاکستان دہشت گرد ملک نہیں ہے جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے، جو کچھ خیبر پختونخوا میں ہو رہا ہے، جو اسلام اباد میں ہوا ہے۔ ہمیں مکمل طور پر ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے، امن و آشتی سے ان دہشت گروں کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ ہماری صفوں میں خوف پیدا کرنے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ان کو کوئی بھی sponsor کر رہا ہے، India کر رہا ہے یا کوئی دوسرا کر رہا ہے۔ ہمیں پرعزم رہنا ہے، ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا اور تب جا کر ہم ریاست کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آج ایک ہی نعرہ ہے کہ میں نے پاکستان کو بچانا ہے اور پاکستان کی اقوام ساری قوموں سے تعلق رکھنے والے، سارے مذاہب سے تعلق رکھنے والے اپنی افواج کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ کس کے لیے، ملک کے لیے، حامیت کے لیے، اپنی غیرت کے لیے، اس میں ہمیں سیاسی point scoring نہیں کرنی بلکہ ایک دوسرے کو سمجھانا ہے کہ ہم کٹ کر، ہم علیحدہ ہو کر، تفریق پیدا کر کے اپنے پاکستان کو آگے نہیں لے کر جا سکتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین! آج یقین کریں کہ صبح سویرے میں سپریم کورٹ پہنچا، کیا مسئلہ تھا، مسئلہ صرف یہ ہے کہ اڈیالہ کے اندر عمران خان اور بشریٰ بی بی سے ہماری ملاقات کرائی جائے۔ جب ہمارے عدل کا نظام ہمارے ادارے اتنے بیٹھ جائیں کہ اس ملک کے ان بڑے ایوانوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جا کر یہ فریاد اپنے چیف جسٹس سے کریں اس سے بڑھ کر ہم کیا مایوسی کا پیغام دے سکتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہم ان شاءاللہ دہشت گردی کا مقابلہ کریں گے، آخری سانس تک کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کوئی تجویز بھی دیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: آخری قطرے تک کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں پرویز رشید صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں کہ ہمیں اپنی افواج کے لیڈران کو joint session میں بلائیں اور وہ ہمیں بتائیں کہ کیوں بلوچستان، کیوں خیبر پختونخوا اور کیوں اسلام آباد میں یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں اور اس کے سد باب کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے تاکہ پوری قوم اکٹھے ہو کر اجتماعی طور پر، یک جان، یک قالب ہو کر اپنے اس ملک کو بچانے کے لیے اس عزم کے ساتھ آگے بڑھے کہ پاکستان جس طرح قائد اعظم نے کہا تھا پاکستان قائم رہے گا اور ان شاءاللہ تعالی قائم رہے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ ان سے جواب بھی تو لینا ہے آپ کو وقت دیں گے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ کی موجودگی میں یہ سب بات کریں گے پھر آپ جواب دے دینا۔ جی وقار مہدی صاحب آپ قرارداد پیش کریں۔

Senator Syed Waqar Mehdi: Mr. Acting Chairman! Thank you very much.

House in order کریں تو میں قرارداد پڑھ دوں۔

Resolution moved by Senator Syed Waqar Mehdi condemning the Suicide attack at a Mosque in Islamabad

"The Senate of Pakistan, being the House of the Federation:

- Strongly condemns the heinous suicide attack carried out in Islamabad on 6th February, 2026, which targeted innocent civilians and resulted in tragic loss of lives and injuries.
- Expresses deepest condolences and sympathy with the families of the victims and prays for the speedy recovery of those injured.
- Deplores the targeting of civilians and public places, including religious gatherings, and affirms that such acts are against the values of Islam, humanity, and the Constitution of Pakistan.
- Pays tribute to the prompt response and professionalism of law-enforcement agencies, emergency responders, and medical personnel who acted under challenging circumstances.
- Calls upon the Government to ensure a thorough, transparent, and time-bound investigation and to bring the perpetrators, facilitators, and sponsors of terrorism to justice in accordance with law.
- Urges the strengthening of intelligence coordination and security arrangements, particularly in the Federal Capital and other sensitive locations.
- Reaffirms the unwavering resolve of the State and the people of Pakistan that terrorism shall be defeated and national unity, peace, and stability shall be preserved at all costs.
- This House Demands the Government and the relevant institutions to immediately establish a judicial commission for a transparent,

comprehensive and timely investigation into this incident, and to present its report to this House within four weeks. The members of the Judicial Commission should include retired senior judges from the Supreme Court, intelligence agencies, as well as representatives from the Ministry of Interior, the National Assembly and the Senate.”

جناب قائم مقام چیئرمین: ناصر عباس صاحب آپ نے خود add کیا ہے یا کسی نے آپ کو کہا ہے؟

Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: ہم نے لکھا ہوا ہے میں resolution لے کر آیا تھا جب ان کی resolution میں نے دیکھی تو باقی سب ٹھیک تھا لیکن میں نے اس میں ایک point کا اضافہ کیا ہے تو تارڑ صاحب نے کہا کہ آپ اس کو پڑھ لیجئے گا، اضافہ ہو جائے گا اور ہم اس کو اس میں لکھ دیں گے۔ یہ ایوان حکومت اور متعلقہ اداروں سے اس واقعہ کی شفاف، جامع اور بروقت تحقیقات کے لیے۔ (جاری---T14)

T14-09Feb2026 FAZAL/ED: Shakeel 06:30 pm

سینیٹر راجہ ناصر عباس: (جاری ہے----) یہ ایوان حکومت اور متعلقہ اداروں سے اس واقعے کی شفاف، جامع اور بروقت تحقیقات کے لیے جوڈیشل کمیشن کے فوری قیام کا مطالبہ کرتا ہے جو چار ہفتوں کے اندر اپنی رپورٹ اسی ایوان میں پیش کرے۔ جوڈیشل کمیشن کے ممبران میں ریٹائرڈ سینیئر جج سپریم کورٹ، Intelligence Agency کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ وزارت داخلہ، قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ممبران کی نمائندگی کو بھی یقینی بنایا جائے۔ شکریہ۔ ایک بات اور کرنے کی اجازت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کر لیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: دیکھیں آج ہم اس 6 فروری کے واقعے کے حوالے سے یہاں پر بات چیت کر رہے ہیں اور اسی لیے باقی جو آج کا ایجنڈا تھا وہ ملتوی کیا گیا۔ ان شاءاللہ ہم یہیں ہیں۔ بعد والے دن بات کرنے کے لیے بہت زیادہ ہیں۔ ہر چیز پر بات کریں گے۔ آج ہم دکھی بھی ہیں، ہمارے قریبی ترین عزیز شہید ہوئے ہیں اور زخمی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صرف آپ کے عزیز نہیں یہ تو پورے قوم کے عزیز ہیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: لیکن میں یہیں کا رہنے والا ہوں۔ میں ادھر ہی کا رہنے والا ہوں۔ ساتھ ساتھ ہمارے گاؤں جڑے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے اپنے گھر ہیں۔ ہم سات سو سال سے یہاں رہتے ہیں۔اس لیے میں اس طرح کی باتیں نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے پہلے بھی کوشش کی کہ میں کوشش کروں کہ اس سے نہ ہٹوں۔ لہٰذا ہمارے جو دوست اور سینیٹ کے معزز ممبران جو باتیں کر رہے ہیں۔ کل بھی اجلاس ہے کل اس سے ہٹ کر بھی باتیں کر لیں گے۔ان شاءاللہ شافی اور کافی باتیں کریں گے اور جواب دیں گے، لیکن کسی کے ساتھ بدتمیزی نہیں کریں گے۔توہین نہیں کریں گے۔ توہین آمیز لہجے میں کسی کی بات نہیں کریں گے۔خدا دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جو کسی پر تہمت ہو، جھوٹ ہو، مکر ہو، فریب ہواور دھوکہ ہو۔ خدا کی بارگاہ میں ہم شرمندہ ہوں۔ان شاءاللہ ایک دوسرے کااحترام کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک دوسرے پر الزام نہیں لگانا چاہیے۔ وہ لوگ جو مورچوں میں لڑ کر پاکستان کی حفاظت کر رہے ہیں ان اداروں پر بھی تنقید نہیں کرنا چاہیے۔ کسی کے بارے میں غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: اور اس ایوان کو باوقار ایوان بنائیں گے۔ ایک ایسا ایوان جس کی قدر و قیمت ہو۔ جیسے یہاں پر سلسلہ ہو جاتا ہے میرے خیال میں درست نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ہونا چاہیے یہ بات درست ہے۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: یہاں پر ہم 6 فروری کی بات کر رہے ہیں کہ جو لوگ بے گناہ شہید کیے گئے یاابھی بھی زخمی ہیں۔ آج بھی لوگ ہسپتال میں شہید ہوئے ہیں اور مزید لوگ شہید ہو رہے ہیں۔اس کے بارے میں جواب دیتے کہ میڈیکل کے حوالے سے ہم کیا کر رہے ہیں اورزخمیوں کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ جناب چیئرمین !آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ آپ لکھ کر Chair کو دے دیں۔ ان شاءاللہ ہم لوگ ایجنڈے پر باتیں لے کر آتے ہیں۔منسٹر صاحب ! ٹھیک ہے۔جی، قرارداد کو put کروں؟اب میں قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں۔قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔جی ایک منٹ۔ میں آپ کو time دوں گا۔جی بشریٰ صاحبہ آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

Senator Bushra Anjum Butt

Senator Bushra Anjum Butt: Mr. Chairman! I understand

کہ آج we are just talking about that incident اور ہم اسی پر speeches کر رہے ہیں۔ But before the

House started اور جب ہم نے decide کیا کہ ہم House کی کارروائی کو ملتوی کر کے we are just going to

focus on this. ویسے تو میری just my two bits کیونکہ میں نے آپ سے two minutes کا time لیا ہے کہ this is

the time when we need to stand united کیونکہ یہی وہ عناصر ہیں جن کی وجہ سے ہمارے ملک کو نقصان ہو رہا ہے۔

Senate is the Upper House, my request to everyone is کہ سب کے دل دکھے ہوئے ہیں، it's a very

sad incident اور یہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ہمیں تقسیم کیا جائے۔

So sometimes we need to keep our party interests aside and we need to act like a nation. People are watching us, but how do they see us? We are the Upper House. So my request is

کہ please اپنے political differences کو side پر رکھیں اور stay united کیونکہ وہ کہتے ہیں نا it's easier to

divide and rule. So please focus on unity and focus on Pakistan پاکستان ہے تو ہم ہیں and

please point scoring نہ کی جائے۔ Coming back میں نے آپ سے جو request کی تھی اور I know for a

fact کہ ہم نے سوچا ہے کہ we are not going to start with the business لیکن کیونکہ یہ بعد میں decided

تھا۔ تو آپ کو جو میں نے request کی تھی۔ اگر آپ Privilege Committee کو کہہ دیں وہ matter take up کر لیں۔

کیونکہ 17 فروری کو ان کی meeting ہے تو اگر آپ ابھی یہ House میں کہہ دیں تو وہ agenda پر لے لیں گے۔ Thank you so much.

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں میں Committee کو بھیجتا ہوں۔

Senator Bushra Anjum Butt: Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، اب آپ نے وعدہ کرنا ہے کہ آپ نے میٹھی میٹھی گلیں کرنی ہیں۔ نہیں نہیں، چلیں میٹھی باتیں کریں۔ ایک اچھا message جانا چاہیے۔ جی، عون عباس صاحب۔

Senator Aon Abbas

سینیٹر عون عباس: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج ایک بڑا ہی تکلیف دہ دن ہے لیکن اس پر بات شروع کرنے سے پہلے میں پھر وہی بات کروں گا کہ عمران خان صاحب کی قیدِ تنہائی کو آج تقریباً ساڑھے چار مہینے ہو چکے ہیں اور ان ساڑھے چار مہینوں میں نہ وکلاء اور نہ فیملی، کسی کو بھی ان سے ملاقات نہیں کرنے دی گئی۔ جناب چیئرمین! میری ایک بات یاد دہانی ضروری ہے۔ یہ میرے عقیدے کا حصہ ہے۔ یہ میری politics کی ideology کا حصہ ہے۔ تو مہربانی کر کے اگر کوئی ایسا اچھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کل کی باتیں ہیں۔ آج تو نہیں ہوا۔

سینیٹر عون عباس: کل ,anyway سر چار مہینے ہو گئے ہیں اور یہ آنکھ کا issue ہے، لیکن ہمیں اس کی report بھی نہیں دی گئی۔ میں ایوان کو صرف یاد کرانے کے لیے عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے commitment کی تھی اسی پر بات کریں۔

سینیٹر عون عباس: جناب چیئرمین! اسلام آباد میں دھماکا ہوا اور یقیناً یہ ایک بہت تکلیف دہ واقعہ تھا۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ریاست، یہ ملک چار حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے چار اعضاء ہیں، چار ہمارے صوبے ہیں، اور ہمارا دل گلگت اور کشمیر ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ممکن نہیں کہ ایک جسم، ایک جان میں دو حصے شدید تکلیف میں ہوں اور دو حصے بالکل پُرامن ہوں، اور وہ جسم چلتا رہے۔ جناب چیئرمین! ایک طرف بلوچستان اور کوئٹہ میں واقعات ہوتے ہیں تو خاموشی ہوتی ہے۔ جب Dera Ismail Khan میں Police Academy پر attack ہوتا ہے تو Punjab اور Sindh میں خاموشی ہوتی ہے۔ جب Islamabad میں دھماکا ہوتا ہے اور 31 یا 32 لوگ شہید ہو جاتے ہیں تو اس وقت بھی Punjab اور Sindh میں خاموشی تھی بلکہ جناب چیئرمین! Punjab میں تو بسنت منائی جا رہی تھی۔ وہاں کی Chief Minister صاحبہ نے سرکاری تقریبات منسوخ کیں۔ یہ ایک اچھا اقدام تھا۔ کاش وہ یہ بھی کہہ دیتیں کہ Islamabad کے شہداء کی یاد میں کسی کو جشن منانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ وہاں پر موسیقی کی اجازت نہ دی جاتی۔ جناب چیئرمین! ہم انسان ہیں، ہم مسلمان بھی

ہیں اور ہم ایک ریاست ہیں۔ جب ریاست یہ کہتی ہے کہ میرے ایک حصے میں تکلیف ہے تو باقی سب کو وہ تکلیف feel کرنی چاہیے تھی لیکن تین دن لاہور میں جس انداز سے بسنت منائی گئی۔ مجھے خوشی ہے کہ اتنے عرصے بعد ہونا چاہیے تھا مگر اس سانحے کے بعد اگر یہ اعلان ہو جاتا کہ موسیقی نہیں ہو گی اور کسی قسم کی دعوتیں نہیں ہوں گی لیکن جناب چیئرمین! اس تکلیف کے باوجود لاہور میں دعوتیں چلتی رہیں۔ خیر ہو گیا۔

جناب چیئرمین! آگے چلتے ہیں۔ سوچنا آج ریاست کو یہ ہے کہ اصل دہشت گرد کون ہیں؟ علی ظفر صاحب نے ایک بڑی زبردست بات کی۔ آج ریاست اگر یہ فیصلہ کر لے کہ دہشت گرد تحریک انصاف نہیں ہے اور دہشت گرد کوئی اور ہے تو یقین کریں آسانی ہو جائے گی۔ آپ نے بڑے مشکل مشکل فیصلے کرنے ہیں۔ اگر ان مشکل فیصلوں میں آپ کو آج عوام کی طاقت مل جائے اور آپ کو ساتھ تحریک انصاف مل جائے تو آپ جو فیصلہ کریں گے قوم آپ کے پیچھے کھڑی ہو گی۔ آپ کو ماننا پڑے گا کہ آج عمران خان صاحب کو جیل میں ڈال کے قوم آپ کے فیصلوں کی تائید نہیں کر رہی۔ آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں قوم پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ یہ یاد رکھیے آپ کو آج دہشت گردوں کا فیصلہ کرنا پڑے گا۔ دہشت گرد وہ ہیں جنہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان میں attack کیا تھا۔ دہشت گرد وہ ہیں جنہوں نے بلوچستان کے 12 شہروں میں attack کیا تھا۔ دہشت گرد وہ ہیں جنہوں نے اسلام آباد کے 31 لوگوں کو شہید کیا تھا یا دہشت گرد یہ لوگ ہیں جن کو آج آپ نے دہشت گرد claim کر دیا۔ جناب چیئرمین! میں ایک ایک کا تعارف کرانا چاہوں گا۔ یہ ہے پہلا دہشت گرد جس کو ریاست نے دہشت گرد کہا۔ اس کا نام عمر ایوب ہے۔ بٹ صاحب مجھے بات کرنے دیں۔ اس کا نام عمر ایوب ہے۔ اس پر 60 سے زیادہ cases ہیں۔ اس وقت اس کو چالیس سال کی سزا ہو چکی ہے۔ چالیس سال کی سزا اور جناب چیئرمین! اس کا قصور کیا تھا؟ بٹ صاحب ایک سیکنڈ۔ قصور اس کا کیا تھا؟ اس نے آ کر چھبیسویں ترمیم پر تقریر کی۔

(مداخلت)

سینیٹر عون عباس: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بٹ صاحب! بات سنیں۔ عون عباس صاحب آپ یقین کریں۔ میں نے سوچا کہ اس میں شہداء کی تصاویر ہیں۔

سینیٹر عون عباس: یہ ہے دہشت گرد نمبر دو۔ جناب چیئرمین! ہمارا اپوزیشن لیڈر۔ بٹ صاحب! صرف پانچ منٹ بات کرنی ہے۔ یہ اپوزیشن لیڈر شبلی فراز صاحب ہیں۔ چالیس سال کی سزا اس دہشت گرد کو دی ہے اور آج اس کا بیٹا بیمار ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا

بیٹا بیمار ہے۔ اس کی بیوی بیمار ہے۔ وہ خود دل کا مریض ہےاوریہاں پر ہسپتال میں نہیں آ سکتا۔ جناب چیئرمین !زرتاج گل صاحبہ کو چالیس سال کی سزا دی ہے۔ اپنی ماں کے جنازے میں نہیں جا سکیں۔ اپنے سسر کے جنازے میں نہیں جا سکیں۔ اپنی والدہ کی تیمار داری نہیں کر سکیں۔ جناب چیئرمین! یہ ہیں دہشت گرد، چالیس سال کی سزا دے کر آج اس وقت کہاں چھپی ہیں کسی کو معلوم نہیں۔ جناب چیئرمین ! اعجاز چوہدری کو چالیس سال کی سزا دی ہے۔یہ ہے دہشت گرد، دل کا مریض ہے اور چھہتر سال کا ہے۔جناب چیئرمین ! یہ ہمارااپوزیشن لیڈر احمد بھچر ہیں ان کو چالیس سال کی سزادی گئی ہے۔ جناب چیئرمین ! فیصلہ کر لیں کہ آج دہشت گرد کون ہیں؟ جناب چیئرمین !آخری چیز۔۔۔ (T15پر جاری ہے)

T15-09Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Irum 6:40 pm

سینیٹر عون عباس: (جاری) چیئرمین صاحب !آخری چیز۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے یہ سوچا کہ آپ شہدا کی تصاویر دکھارہے ہیں جو امام بارگاہ میں ہوا تھا۔

سینیٹر عون عباس: میں آخری بات کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عون عباس صاحب کا مائیک بند کریں۔ میں یہ سمجھا کہ آپ شہدا کی تصاویر لائے ہیں۔ ایک چیز کے متعلق rulingدی گئی ہے۔ قرارداد بھی منظور ہو گئی، سب نے اس پر بات بھی کرلی۔ مجھے آپ کی اس بات سے آج بہت تکلیف ہوئی۔آپ کا مائیک بند ہے،آپ کاtimeختم ہے،آپ بات نہیں کر سکتے۔ منسٹر صاحب !آپ پلیز اس پر بات کریں اور اسےconclude کریں۔

Statement by Mr. Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice

جناب عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف) : جناب ڈپٹی چیئرمین ! آپ ہاؤس کو order میں کریں۔ From the House of the Federation, a resolution has been passed. یہاں پر national unity دکھانی چاہیے، دہشت گردی پر بات ہونی چاہیے، مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اس شہر میں اتنا المناک سانحہ ہوگیا جس پر تمام معزز اراکین بات کر رہے ہیں، ڈپٹی چیئرمین صاحب نے تمام فاضل اراکین کو موقع دیا لیکن بات یہ ہے کہ کم از کم آج کے دن ہمیں اپنی سیاسی دکان چمکانے اور سیاسی چورن بیچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا بڑا المیہ ہو گیا، افسوسناک واقعہ ہے، پوری قوم افسردہ ہے، ان کے دل رنجیدہ ہیں لیکن یہاں پر کس کس قسم کی تصویریں آ گئیں۔آپ insensitive مت ہوں اور insensitivity مت دکھائیں۔ I also protested with you when the

تو پھر میں نے ان کا ساتھ نہیں honourable Members from the treasury benches went off topic دیا۔ میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ بات کریں تو دہشت گردی پر کریں، بات کریں تو اس سانحے کے اوپر کریں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی درخواست ہے کہ کم از کم اپنے ممبرز کو یہ چیز بتائیں کہ off topic نہ جائیں۔ دہشت گردی کی بات کریں۔ اس سانحے کو سامنے رکھ کر بات کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! ایک سیر حاصل گفتگو ہوئی، تمام تر اراکین نے اس پر detailed deliberations کیں، بات چیت بھی ہوئی، اپنا اپنا point of view بھی دیا اور کچھ سوالات بھی رکھے گئے۔ میری ذمہ داری ہے، حکومتی رکن اور کابینہ کا ممبر ہونے کے ناتے جو سوالات رکھے گئے تو ان کا جواب بھی سامنے آنا چاہیے۔ میرے خیال میں اس پورے ہفتے میں یا ہفتے کے اختتام پر اپوزیشن کی اپنی کوئی مصروفیات ہوں گی جس کے باعث انہوں نے یہ دیکھنا گوارا نہیں کیا کہ حکومت کے کیا اقدامات تھے، حکومت نے کیا اقدامات لیے اور کس طرح اس دہشت گردی کے ناسور سے آئے روز لڑائی اور جنگ کر رہے ہیں۔ یہ ملک ایک حالت جنگ میں ہے اور دہشت گردی کے خلاف جو آپریشنز ہو رہے ہیں، مجھے کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے کوئی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں کہ صوبائی خودمختاری کی اگر بات کریں اور 18ویں ترمیم کی بات کریں تو پھر law and order situation وفاق کے ساتھ ساتھ صوبوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ صوبوں کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے کہ صوبے بھی اپنی capacity building کریں، counter terrorism کے حوالے سے efforts کو strengthen کرنا بھی ان کا کام ہے۔ میں کسی صوبے کو pinpoint نہیں کرتا لیکن میرے خیال میں اگر statistics کو دیکھیں تو دہشت گردی جو کہ پوری قوم کا مسئلہ ہے، پورے ملک کا مسئلہ ہے، دہشت گردی کے واقعات کے حوالے سے اگر 2024-25 کو 2023-24 سے compare کیا جائے اور comparative analysis کر لیں تو سب سے زیادہ دہشت گردی کے واقعات صوبہ خیبر پختونخوا میں ہوئے ہیں۔ ترجیحات کی بات ہے، میرے خیال میں اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ اسی لیے آج جب آپ نے یہ موقع فراہم کیا اور دہشت گردی کے اس افسوسناک واقعے پر جو کہ اسلام آباد میں ترلائی کے مقام پر امام بارگاہ میں ہوا، مسجد میں ہوا، مسجد ہو امام بارگاہ ہو، جتنی بھی عبادت گاہیں ہیں، سب قابل احترام ہیں، اس ہاؤس نے اس حوالے سے unanimously ایک resolution pass کی۔ دیکھیں، یہاں پر وہ وقت بھی تھا، 2013-14 کے time پر جب کوئی بھی جگہ محفوظ نہیں تھی۔ اسکول، مسجد، مندر، عبادت گاہ اور کوئی بھی اور جگہ اس ناسور سے محفوظ نہیں تھی۔ آج وہی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین! کچھ حقائق اور اقدامات جو حکومت نے اٹھائے اور جو سوالات یہاں پر اٹھائے گئے، میری ذمہ داری ہے کہ میں ان کو address کروں۔ سب سے پہلے تو جو حکومت کے اقدامات تھے، اس میں حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بروقت ایکشن لیا۔ وہ تمام تر لوگ جو aiders and abettors تھے، جو سہولت کار تھے، جو اس پورے سانحے کے پیچھے سہولت فراہم کرتے رہے، پشت پناہی کرتے رہے، ان تک الحمد للہ، حکومت جا پہنچی۔ Intelligence اور سیکورٹی نافذ کرنے والے اداروں نے پشاور اور نوشہرہ میں آپریشن کیا جس میں یہ بات درست ہے کہ الحمد للہ، اس time خیبر پختونخوا کی پولیس نے بھی حصہ لیا۔ چونکہ یہ پوری قوم کا سانحہ ہے، کسی ایک شہر یا صوبے کا نہیں، صرف وفاق کا نہیں بلکہ پورے ملک کا اور پاکستانیوں کا مسئلہ اور سانحہ ہے۔ اس میں پشاور اور نوشہرہ میں، جس طرح میں نے کہا کہ وہاں سے گرفتاریاں کی گئیں، ایکشن لیا گیا اور بروقت لیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی اور human intelligence کی base پر اقدامات اٹھائے گئے، human intelligence ہمیں اور سیکورٹی نافذ کرنے والے اور intelligence اداروں کو provide کی گئی۔ اس پر بروقت ایکشن بروئے کار لاتے ہوئے ہم نے جو اقدامات اٹھائے اور جن کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے کیونکہ technological اور اس کے ساتھ human intelligence کے بغیر یہ operation اور یہ اقدامات possible نہیں تھے۔

یہاں پر سوال اٹھایا گیا کہ ریاست کی ذمہ داری کیا ہے۔ جناب! ریاست اپنی ذمہ بخوبی نبھا رہی ہے اور نبھانا جانتی بھی ہے۔ معزز سینیٹر صاحب نے کہا کہ شاید ابھی تک اس واقعے کی FIR بھی نہیں ہوئی۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر آپ کو یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ بروقت FIR کی گئی اور FIR کے بعد ہی تمام تر کارروائیاں عمل میں لائی گئیں کیونکہ FIR ہوتی ہے ایک criminal machinery کو جب حرکت میں لانا ہوتا ہے، جو steps لینے ہوتے ہیں، وہ اس کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ یہاں پر سوال اٹھایا گیا کہ کسی کو شاید arrest نہیں کیا گیا۔ یہ جو آپریشن ہوا، پشاور اور نوشہرہ میں جو کارروائیاں کی گئیں، وہاں پر جو گرفتاریاں ہوئیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب نے بھی میڈیا کے ساتھ گفتگو میں تمام تر حقائق سامنے رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ صاحب نے جو باتیں کیں، وہ تمام تر تفصیل پوری قوم کے سامنے ہے کہ یہ کون لوگ تھے، کس گروپ سے تعلق رکھتے تھے، ان کی شناخت کیا تھی اور اس کے ساتھ جو شخص suicide bomber تھا، اس کے تانے بانے جو ملتے تھے، اس کا جو travel تھا، اس نے جو متعدد بار پچھلے پانچ چھ ماہ میں افغانستان کے چکر لگائے اور داعش کی involvement اور وہ تمام تر سہولت جو افغان طالبان نے فراہم کی، وہ تمام تر چیزیں اور وہ تمام تر حقائق ہم نے آپ کے سامنے رکھے

لیکن شاید آپ اپنے احتجاج میں اتنے مصروف تھے یا احتجاج کو plan کرنے میں اتنے مصروف تھے کہ آپ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ آپ نے وہ چیزیں دیکھیں اور نہ سنیں۔ شاید آپ نے ویسے ہی اپنے کانوں اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

(مداخلت)

جناب عقیل ملک: ہم نے آپ کی باتیں سنی ہیں۔ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! ان کو کہیں کہ یہ حوصلہ رکھیں۔ انہوں نے جو سوال پوچھے ہیں ان کے جواب سننے کی سکت رکھیں اور جواب سننا بھی چاہیے۔ (T16 پر جاری ہے)

T16-9Feb2026 Abdul Razique/Ed: Iram Shafique 06:50 p.m.

جناب عقیل ملک: (۔۔۔جاری) ہم نے آپ کی باتیں سنی ہیں۔ جناب، ان سے کہیں کہ حوصلہ رکھیں کہ انہوں نے جو سوال پوچھے ہیں، ان کا جواب دیں۔ سننے کی سکت رکھیں اور جواب سننا بھی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیے منسٹر صاحبان اس وجہ سے ایوان میں نہیں بیٹھتے کیونکہ آپ لوگ جواب نہیں سنتے۔ اس طرح سے تو ایوان نہیں چلے گا۔

جناب عقیل ملک: دہشت گردی کا یہ جو افسوس ناک واقعہ ہوا اور یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے، اگر intelligence کی بنیاد پر ایسے واقعات یا ایسی چیزوں کی روک تھام ہوتی ہے تو یہ بیان کیا گیا کہ human intelligence and technological intelligence وہ تمام تر چیزیں ہیں اور اس کے بغیر ہمارا کام بھی ادھورا ہے۔ Intelligence and security agencies کا جو کام ہے، قانون نافذ کرنے والے اداروں کا جو کام ہے، وہ بخوبی اپنا کام جانتے ہیں اور وہ اپنے کام نبھا بھی رہے ہیں۔ آپ نے جو بات کی کہ شاید یہ intelligence failure تھا تو میں قطعاً اس بات سے اتفاق نہیں کرتا اور نا ہی حکومت اس بات سے اتفاق کرتی ہے۔ ہم نے واقعتاً کتنے دہشت گردی کے واقعات تھے جنہیں روکا۔ ابھی بھی آئے روز صبح سے لے کر رات تک یہ جتنے بھی واقعات کی جو planning ہوتی ہے، جو اسے plan کرتا ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں اور مختلف جگہوں پر جو intelligence ملتی ہے، ان کی روک تھام میں جو چیزیں سامنے آتی ہیں، ہماری intelligence agencies کے پاس جو information آتی ہے، قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس جو معلومات آتی ہیں، یہ تمام تر جو دہشت گردی کے واقعات ہیں، انہی کی بنیاد پر ان کی روک تھام میں یہ بڑے مثبت ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال بھی کیا گیا کہ شاید ان کو اس چیز کا بھی جواب چاہیے کہ داعش اور ایسے کئی

متعدد groups جو proscribed organizations ہیں، جنہیں باضابطہ طور پر UN Security Council اور دیگر ممالک نے بھی proscribed organizations, factions or groups declare کیا ہوا ہے، ان کی پشت پناہی ہوئی۔ پاکستان کے اندر بھارت جو ایک proxy war داعش کے ذریعے، مختلف جو groups ہیں، ان کے ذریعے اور افغان طالبان جنہیں پشت پناہی فراہم کرتی ہے، جنہیں support فراہم کرتی ہے، بالکل آپ کے سامنے وہ چیز اور تمام شواہد بھی ہیں۔

کیا واقعتاً آپ اس بات سے ناواقف ہیں کہ آپ کا دشمن ملک بھارت ان groups کی پشت پناہی نہیں کر رہا یا انہیں logistical, financial or otherwise support فراہم نہیں کر رہا۔ کیا آپ بالکل اس بات سے ناواقف ہیں یا آپ کو اس بات کا علم نہیں یا آپ یہ نہیں جانتے کہ بھارت اپنے گندے ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لیے ان groups کی پشت پناہی، ان groups کی support اور کس طرح علا العلان اپنی مختلف movies and media کے through اور TV پر بیٹھ کے ان کے وزراء اور ان کی حکومت یہ کہتی ہے کہ پاکستان میں جو proxy war ہے، وہ ہم کر رہے ہیں۔ بلوچستان کے واقعے کو۔۔۔براہ مہربانی سن لیجئے گا۔ میں اسی کا جواب آپ کو دے رہا ہوں۔ میں اسی پر ہی آ رہا ہوں۔ میں نے اگلی چیز وہی address کرنی ہے۔ تمام تر شواہد اور تمام تر ثبوت باقاعدہ طور پر موجود ہیں۔ یہ سوال بھی کیا گیا کہ کیوں حکومت اس واقعے کو United Nations اور دیگر international forums پر نہیں لے کر گئی۔ سب سے پہلی بات یہ کہ کلبھوشن یادیو بھارت کی proxy war کا، بھارت کی دہشت گردی، state-sponsored terrorism flourish and promote کرنے کے حوالے سے اور پاکستان میں جس طرح وہ دہشت گردی پھیلا رہا ہے، یہ اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ UN میں کیوں present نہیں کی گئی۔ آپ کو یاد ہوگا۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب عقیل ملک: جناب چیئرمین صاحب، UN and international bodies کو 2017 میں dossier فراہم کیا گیا۔ اگر حالیہ بات کی جائے تو 2025 میں حکومت کی طرف سے جو high powered delegation گیا، اس نے بھی سندھ طاس معاہدے کے ساتھ، ساتھ پہلگام کا جو جھوٹا الزام پاکستان پر عائد کیا گیا اور جس کا آج دن تک بھارت کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکا تو وہ dossier, international bodies, international organizations بشمول United Nations کے، ہم نے

وہ فراہم کیا۔ اب یہاں Pakistan First کی بات کی گئی۔ حکومت اور میرے خیال سے کوئی بھی پاکستانی چاہے وہ ان ایوانوں میں aisle کی اس طرف بیٹھا ہو یا اس طرف یا وہ عام پاکستانی شہری ہو، سب کی یہی ترجیح ہے اور سبھی Pakistan First کہتے ہیں لیکن اگر واقعتاً Pakistan First ہے تو مجھے افسوس ہوا کہ آج کی جو House proceedings ہیں، آپ نے آج کا جو business suspend کیا، یہاں سے تو مثبت اور اچھی بات ہوئی، آپ نے تجاویز مانگیں لیکن وہاں سے کیا تجاویز آئیں ماسوائے Resolution میں ایک Judicial Commission اور اس کے ممبران میں اضافہ کرنے کے حوالے سے اور وہ بھی حکومت نے منوعن تسلیم کی۔ حکومت تو چاہتی ہے کہ دہشت گردی کے ناسور کے خلاف جو actions ہیں، ہم یک جان، یک زبان اور ایک joint front دکھائیں۔ ہم میں جو تقسیم ہے، اس کا فائدہ صرف اور صرف دہشت گردوں کو اور دہشت گردی پھیلانے والے جو groups ہیں یا وہ ممالک جو ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں، وہ صرف انہی کو ہے۔

جناب، انہوں نے کہا کہ security forces ان کے لوگوں کو arrest کرنے کے لیے شاید اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہی ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ اس ملک کو محفوظ بنانے کے لیے اور اس ملک کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے آئے روز افواج پاکستان اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے نوجوان اپنی شہادتیں پیش کر رہے ہیں لیکن ان کا گلہ صرف اتنا ہی ہے کہ ہم ہیں تو پاکستان ہے۔ ان کا گلہ شاید صرف اتنا ہی ہے کہ ان کا لیڈر ہے تو پاکستان ہے۔ ان کا گلہ صرف اتنا ہی ہے کہ 8 فروری کو باوجود اس کے کہ ملک میں اتنا بڑا سانحہ ہو گیا۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں آپ لوگوں نے ہی کہا کہ منسٹر صاحبان کو بلائیں تو ابھی منسٹر صاحب بولیں گے۔

جناب عقیل ملک: جناب، ان کا گلہ صرف اتنا ہی ہے کہ 8 فروری کو باوجود اس کے کہ ملک میں اتنا بڑا سانحہ ہو گیا، ایک ناکام شٹر ڈاؤن ہڑتال اگر ان کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکی اور اگر لوگوں نے ان کی کال مسترد کی تو حکومت پر یہ الزام عائد نہیں ہونا چاہیے اور حکومت کو اس کا دوش نہیں دینا چاہیے۔ یہاں پر compensation کی بات کی گئی۔ سینیٹر علی ظفر صاحب، بالکل حکومت نے compensation announce کی ہے اور وہ دیں گے۔ اگر آپ تفصیلات چاہ رہے ہیں تو میں وہ تفصیلات بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس سانحے میں جو شہداء اپنی جان کی بازی ہار چکے، ان کی families کے لیے حکومت نے 1 million rupees

announce کیے ہیں۔ یہ حکومت کا اعلان ہے کہ ان کے لیے ایک ملین مختص کیا گیا ہے۔ جو injured ہیں، ان کے لیے half a million amount مختص کی گئی ہے تو یہ ان کے سوال کا جواب ہے لیکن no money and no financial compensation can equate a human life. انسانی جان اور انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ جہاں تک compensation کی بات ہوئی تو میں کہتا ہوں کہ اس میں آپ کئی سو ارب بھی رکھیں، آپ انسانی جان کو بالکل compensate نہیں کرسکتے اور اسے financial terms میں equate نہیں کرسکتے۔ جو financial compensation حکومت نے دی ہے، حکومت اسے زیادہ بھی کررہی ہے اور جس طرح حکومت پہلے کرتی آئی ہے، اسی طرح کرے گی لیکن یہ جو amount مختص کی گئی ہے، یہ officially fixed کی گئی ہے تو میرا کام تھا کہ یہ تمام چیزیں آپ کے سامنے رکھوں۔

جناب، جہاں تک آپ نے کہا کہ شاید کوئی arrest نہیں ہوئی۔ اب تک اس واقعے میں چار لوگ arrest کیے گئے ہیں۔ اس واقعے کے بعد thorough investigation and operation کے بعد یہ تمام تر چیزیں سامنے آئیں۔ بروقت کارروائی کی گئی اور صبح کے پہر میں تقریباً تین یا چار بجے یہ arrest ہوئیں۔ اس کے ساتھ، ساتھ اس افسوس ناک واقعے کا جو master mind تھا، وہ بھی arrest ہو چکا اور اس کا تعلق بھی ہمسایہ ملک سے ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ master mind۔۔۔۔۔ دیکھیں۔۔۔ ایک تو وہ شخص ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر ایمل ولی خان، آپ تھوڑا سا بیٹھ جائیں۔

جناب عقیل ملک: جو suicide bomber تھا، وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے پیچھے جو پورا نیٹ ورک تھا۔۔ (T17 پر جاری ہے)

T17-09FEB2026 Taj/Ed. Waqas 07:00 p.m.

جناب عقیل ملک: (جاری۔۔۔) وہ suicide bomber اکیلا نہیں تھا، اس کے پیچھے پورا network تھا، اس کے ساتھ جو لوگ aiders یا abettors جو سہولت کار تھے، ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اس کو further probe کر رہے ہیں اور ابھی investigation ہو رہی ہے۔ ابھی یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ جی آپ ان کے نام بتا دیں، ان کا پتہ بتا دیں۔ جو لوگ ابھی investigation کے دائرے میں ہیں، جن کے شواہد، جن کا contact اس خودکش کے ساتھ تھا، ہم

نے گرفتار کیا ہے اور اس کے ساتھ جتنے بھی تانے بانے جہاں سے وہ connections مل رہے ہیں، ان کو بالکل probe کیا جارہا ہے اور thoroughly investigate بھی کیا جارہا ہے۔

ان کا غالباً آخری سوال تھا کہ داعش افغان طالبان کی جو وہاں پر regime ہے، ان کی پشت پناہی کر رہی ہے تو یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ پاکستان میں جتنے بھی دہشت گردی کے افسوسناک واقعات ہوئے ہیں، ان میں ثبوتوں کے ساتھ، شواہد کے ساتھ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ Afghan Taliban Regime وہاں پر ان groups کی پشت پناہی کر رہی ہے اور وہ groups دہشت گردی پھیلانے والے groups ہیں، جو دہشت گردی پھیلا رہے ہیں، وہ افغان طالبان رجیم اپنی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال ہونے دے رہی ہے چاہے وہ planning کے حوالے سے ہو، چاہے وہ ٹریننگ کے حوالے سے ہو اور چاہے وہ سہولت کاری فراہم کرنے کے حوالے سے ہو، یہ تمام تر چیزیں افغان طالبان رجیم وہاں پر مختلف groups ہیں جو پاکستان میں دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔ افغان طالبان ان کو اپنی سرزمین استعمال کرنے دے رہی ہے اور یہ بات ابھی نہیں، یہ بات پچھلے جو مذاکرات ہوئے ان میں بھی بات سامنے آئی، جو مذاکرات استنبول اور دوحہ میں ہوئے۔ ہم نے اپنا موقف واضح طور پر رکھا کہ افغان طالبان رجیم اپنی سرزمین ان groups کو فراہم نہ کرے۔ جو groups پاکستان کے خلاف دہشت گردی پھیلا رہے ہیں، پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کر رہے ہیں، افغان طالبان رجیم کو یہ سوچنا ہوگا کہ وہ اپنی سرزمین کو کیسے محفوظ بنائے۔ اس دہشت گردی کے groups کو وہاں سے support حاصل ہے چاہے وہ base camps کے حوالے سے ہو، training camps کے حوالے سے ہو یا دیگر سہولت کاری کے حوالے سے ہو، ان کو یہ سہولت کاری بند کرنا ہوگی because enough is enough and as a nation we have had enough. ہم بحیثیت حکومت، قانون اور سیکورٹی نافذ کرنے والے ادارے اپنا کام بخوبی نبھا رہے ہیں۔ آئے روز وہ پاکستان کو محفوظ بھی بنا رہے ہیں لیکن اس وقت قوم کو اکٹھے joint front دکھانے کا وقت ہے۔ اس وقت اپنی آپس کی جو خلفشاریاں ہیں، جو آپس کے اختلافات ہیں، جو domestic issues ہیں، ان کو ایک طرف رکھ کر آئیں آج یہ اعادہ کریں، آج یہ عزم کریں from the floor of the House کہ ہم دہشت گردی کے خلاف اکٹھے ہیں۔ ہم دہشت گردی کے خلاف یکجا ہیں اور ان شاءاللہ ہم نے مل کر efforts کیے تو دہشت گردی جیسے ناسور سے جان چھڑانے کے لیے ان شاءاللہ ہم اکٹھے ہو کر جو کچھ بھی ممکن ہوا وہ ہم کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ کی بار آئے گی۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ جی دنیش کمار صاحب۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ جناب! ترلائی میں مسجد خدیجۃ الکبریٰ کا واقعہ الم ناک ہے۔ اس میں بے گناہ نمازی جس طرح سے نشانہ بنے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ بات بھی کرلیں، ماشاءاللہ آپ تجاویز بھی اچھی دیتے ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں آپ کو وہ تجاویز دوں گا جو آپ کے لیے حیرانی کا باعث ہوں گی، بہت زیادہ۔ آپ مجھے وقت دیں، میں تجاویز دوں گا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: نہیں نہیں، پریشانی والی نہیں، میں آپ کو مصدقہ تجاویز دوں گا۔ اگر ان پر عمل کیا گیا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ دہشت گردی کا عذاب ختم نہ ہو تو مجھ پر لعنت دس بار۔ میں ابھی آپ کو تجاویز دوں گا۔ جی جی جناب! میں آپ کو تجاویز دوں گا۔ بالکل، اگر دہشت گردی کی یہ لعنت اس ملک سے ختم نہیں ہوئی تو مجھ پر لعنت دیجیے گا۔ جناب! معصوم نمازیوں پر یہ حملہ ہوا تھا۔ یہ اسلام کی روح پر حملہ ہے، انسانیت پر حملہ ہے۔ مگر میں جب اس ایوان میں آیا تو یقین جانیں، وہ جو جانیں ضائع ہوئیں، ان میں جتنی عورتیں بیوہ ہوئیں، جتنے بچے یتیم ہوئے، جتنی ماؤں کے بیٹے اس میں گئے ہیں۔ اس میں جو ان کی چیخیں سنائی دے رہی ہیں، بحیثیت انسان، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ان دہشت گردوں کو میں کس نام سے پکاروں مگر اس سے بڑا افسوس، بہت زیادہ افسوس یہ کہ ہم نے اپنے رویوں سے باز نہ رہے۔ میرا سر شرم سے جھک گیا کہ اتنا بڑا الم ناک واقع ہوا ہے اور اپوزیشن اور حکومت کی جانب سے point scoring کی جا رہی ہیں، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچی جا رہی ہیں۔ جناب! یہ شرم کی بات ہے۔ بطور غیر مسلم، میرے لیے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ یقین جانیں یہ دہشت گردی کے واقعات دیکھ کر میرا دل جلتا ہے مگر یہاں پر سنجیدگی دیکھ کر، حالانکہ قرآن شریف میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 103 میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو، آپس میں تفرقہ نہ کرو۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ اور یہاں پر اس کا عملی مظاہرہ کیا جا رہا ہے کہ کس طرح سے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچیں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ نہیں ہونا چاہیے۔

سینیٹر دنیش کمار: اور مزے کی بات سنیں، دیکھیں ہمیں کبوتر کی طرح آنکھیں بند نہیں کرنی چاہیں کہ جب بلی آتی ہے اس پر حملہ کرنے کے لیے، وہ آنکھیں بند کرلیتا ہے کہ بلی مجھے نہیں دیکھ رہی ہے۔ جناب! ہر سازش جب ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جی یہ بین الاقوامی سازش ہے، غیر ملکی سازش ہے، کافروں کی سازش ہے۔ بالکل، یہاں پر بیرون ملک سے فنڈنگ ہوتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، انڈیا نہیں چاہتا کہ پاکستان مضبوط ہو، اسرائیل نہیں چاہتا کہ پاکستان مضبوط ہو مگر ایک حقیقت بھی میں آپ کو بیان کروں کہ ہمیں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہییں۔ اس سازش میں ہمارے اپنے ہی لوگ شامل ہیں۔ ایک بڑی مثال ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، جب تک اپنے لوگ شامل نہیں ہوں گے، کسی ملک کی جرأت نہیں ہے کہ وہ آکر ہمارے ملک میں ایسا کرے۔ جناب! ابھی آپ مجھے بتائیں کہ دیواروں پر جا کر دیکھیں تو وہاں پر یہ نہیں لکھا ہے کہ ہندو کافر ہیں، کرسچن کافر ہیں، یہودی کافر ہیں، وہاں پر فرقہ پرستی کے حوالے سے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں مسلم کافر ہے، فلاں کیا مسلم کافر ہے۔ کیا کافر آکر لکھتے ہیں؟ نہیں۔ یہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یہ نفرت کا بیج کس نے بویا ہے۔ جناب! آج میں غیر مسلم ہو کر آپ کو بتارہا ہوں کہ یہ چیزیں آپ کو ختم کرنی پڑیں گی۔ ہمارے بزرگ کہتے تھے کہ اگر مسلم قوم آپس میں متحد ہو تو کوئی ہرا نہیں سکتا، ایک صورت ہرائے گی جب یہ آپس میں تفرقہ بازی کریں گے۔ یہ میرے بڑوں نے کہا ہے اور وہ آج سچ ثابت ہو رہا ہے۔ یہ آپ دیکھیں کہ کیوں ہم اس طرح سے لاشیں اٹھا رہے ہیں۔

جناب! آپ نے کہا کہ جی آپ ہمیں مثالیں دیں یا تجاویز دیں۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ میں ایسی تجاویز دوں گا کہ آپ عمل کریں تو کبھی یہ دہشت گردی نہیں ہوگی۔ یہ تجاویز تو 1400 سال پہلے قرآن شریف میں آچکی ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ ابھی میں آپ کو پڑھ کر بتاتا ہوں۔ مجھ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ میں اردو میں پڑھ کر بتا رہا ہوں۔ (جاری۔۔۔T18)

T18-09Feb2026 Ali/Ed: Waqas 07:10 pm

سینیٹر دنیش کمار: (جاری ہے۔۔۔۔) اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو میں معافی چاہتا ہوں اور اردو میں پڑھ کر بتا رہا ہوں۔ جیسے پہلے میں نے آپ کو کہا، سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر 103 میں آیا ہے: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ پہلی تجویز تو یہ ہے کہ اس پر عمل کریں۔ دوسری تجویز، سورۃ الحجرات آیت نمبر 10 میں: یقیناً مومن، Momin means Musalman، آپس میں بھائی بھائی ہیں، جب آپ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤگے، تو یہ نہیں ہوگا۔ تیسری: سورۃ الانفال آیت نمبر 46 میں: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤگے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، آج سے چودہ سو سال

پہلے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سورۃ الروم میں، آیت نمبر 31 اور 32 میں: اور ان لوگوں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے۔ سورہ المائدہ آیت نمبر 2 ہے: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو۔ جناب! اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ آپ کہہ رہیں تجاویز، تجاویز تو آپ کے پاس پہلے ہی موجود ہیں، مگر تجاویز پر عمل نہیں کر رہے، آپ بے عمل ہو گئے، ہر چیز دوسروں پر مت ڈالیں۔

ہم نے 2014 میں پیغامِ پاکستان کیا تھا، بہت اچھا، بہت بہترین تھا، مگر اس پر صرف لکھائی کی حد تک تھا کہ ہم تو فرقہ بازی نہیں کریں گے، ایک دوسرے کو برداشت کریں گے، مگر اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تجاویز کے ہوتے ہوئے نہ دنیش کمار کی چلے گی، نہ راجا صاحب کی تجاویز چلیں گی، یہاں میرے دوسرے دوست بیٹھے ہیں اور تجاویز کی ضرورت نہیں۔ آپ کے پاس راہِ ہدایت ہے، اس ہدایت پر عمل کریں۔ آپ دیکھیں کہ کس طرح سے دہشت گردی کی وباء سے آپ بچ جائیں گے، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Opposition سے ہو گیا۔ آپ دونوں میں سے زیادہ حق سید مسرور احسن صاحب کا بنتا ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ بلال صاحب، افنان بھائی ان شاء اللہ دیں گے۔ آپ نے احتجاج والا ہنر جو سیکھا ہے، اس کے علاوہ بھی اگر کوئی کام آتا ہے تو آج بسم اللہ کرکے وہ بھی بتادیں۔ جی مسرور احسن صاحب۔

Senator Syed Masroor Ahsan

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں اپنی بہن کی بھی بڑی عزت کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ اس سوگ میں خاموش ہو جائیں۔ ویسے عورتیں خاموش نہیں ہوتی ہیں، لیکن اس سوگ میں خاموش ہو جائیں۔ راجا صاحب نے تو بہت اچھے اور صبر سے ساری باتیں کی ہیں اور یہ ایک ایسا موقع ہے کہ ہمیں تو یہ لگ رہا ہے کہ ہم تو شرمندہ ہیں اس دور کے انسان ہو کر۔ جب پاکستان بنا تھا تو بانی پاکستان نے اپنے حلف کے بعد یہ کہا تھا: no matter you are Muslim, no matter you are Hindu, you are free to go to your mosque, you are free to go to your temples. لیکن، پاکستان میں آپ نے دیکھا کیا کچھ ہو رہا ہے۔

میں کوئی آج اختلافی بات نہیں کروں گا، بلکہ میں Opposition سے بھی کہتا ہوں کہ دیکھو بھائی! اس چھ ماہ کی چھوٹی بچی کی تصویر facebook پر دیکھو، جو مرکز میں اپنے بابا کو پکار رہی ہے اور ہم یہاں قہقے لگا رہے ہیں۔ ہم قرارداد تو پیش کر رہے ہیں، اس دو سال کے بچے کو دیکھو جس کے بابا کا جنازہ جارہا ہے، وہ کہہ رہا ہے: بابا، بابا اور ہمیں دیکھیں، ہم کہاں ہیں؟ ہمیں تو آج یہ عہد کرنا چاہیے کہ

جہاں جہاں بھی گرا ہے لہو شہیدوں کا

وہیں وہیں پہ بینائے حیات ڈالیں گے

اور یہ بینائے حیات تب ہی ڈال سکتے ہیں کہ دیکھئے! سب لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں دیگر ممالک کی proxies مداخلت کر رہی ہیں اور سب کو ان دیگر ممالک کے ناموں کا پتا ہے، تو کیوں نہیں ہم سب صرف اس ایک نکتے پر متحد ہو جائیں کہ ہم پاکستان سے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ایک ہیں؟ اور ہم سب عوام جب ایک ہوں گے اور ریاست کی فوج سے کہتے ہیں کہ آپ لڑو، ہم سب ایک ہیں، ہم آپس میں نفاق نہیں ڈالیں گے۔ لیکن میں نے یہاں کوئی ایسی باتیں نہیں سنیں۔ فوجی جوان بھی شہید ہو رہے ہیں، ہر گھر میں کوئی نہ کوئی شہید ہے، ہم اس کی لاشیں اٹھا رہے ہیں۔ ہم تو اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ آج Senate کا اجلاس ہو جائے گا، ہم اپنی تقریریں کریں گے، ticker چلے گا اور ہم اپنے گھر چلے جائیں گے۔

راجا صاحب! آپ کا فائدہ لیتے ہوئے، آپ قائد حزب اختلاف ہیں، آپ اور ڈار صاحب بھی بیٹھے ہیں، کوئی لائحۂ عمل طے کریں، مل کر دیکھیں، کسی شخص کی وجہ سے ہم ملک کو داؤ پر نہیں لگا سکتے۔ آپس میں مل کر ہم اس بات کو طے کریں کہ ہم ایک دن سب لوگ مشترکہ طور پر ان دہشت گردوں کے خلاف عوامی طاقت کا مظاہرہ کریں گے اور یہ طے کریں گے کہ ہم اس ملک میں دہشت گردی کو نہیں چاہتے۔ میں صرف آج کے دن اتنی ہی سی بات کروں گا کہ ہمیں اپنے سارے اختلافات۔۔ دیکھیں! آپ کا بھی مسئلہ ہے، بم گرتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ یہ عمران خان کی پارٹی کا آدمی ہے یا نون لیگ کی پارٹی کا آدمی ہے، یہ پیپلز پارٹی کا ہے، بم تو سب کے گھروں میں گرتا ہے، بجلی تو سب کے گھروں میں گرتی ہے، بچے تو سب کے مرتے ہیں۔ تو خدا کے واسطے! اللہ اور رسول کے واسطے! اس بات پر قوم کوئی فیصلہ کرے، ہمیں آپس میں مل کر فیصلہ کرنا ہے۔

دیکھئے Opposition سمجھتی ہے اور Government بھی سمجھتی ہے کہ ہمارا دشمن یہی ہے، یہاں Opposition کا بیٹھا ہوا کوئی بھی آدمی India کی حمایت نہیں کرے گا، یہاں Opposition کا بیٹھا ہوا کوئی بھی آدمی Afghanistan کی حمایت نہیں

کرے گا، کوئی اور دیگر قوتوں کی حمایت نہیں کرے گا۔ ہم سب مل کر ہی ان معاملات کو حل کر سکتے ہیں۔ ہم صرف نام لے کر کہتے ہوئے کہ یہ proxy ہے، یہ فلاں ہے۔ بس! ہم اس پر زیادہ بات نہیں کرتے۔ آپ دونوں سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ آپ مل جائیں، ایک نکتے پر مل جائیں، صرف دہشت گردی کے خلاف مل جائیں۔ دیکھئے! دہشت گرد تو شناختی کارڈ دیکھتے ہیں؟ تم پنجابی ہو، تم سرائیکی ہو، تم مہاجر ہو۔ دہشت گرد کہتے ہیں کہ قمیض اتارو، پیٹ دکھاؤ، تم زنجیر کا ماتم کرتے ہو؟ تم شیعہ ہو، تم سنی ہو، تم دیوبندی ہو، تم بریلوی ہو نہیں ہم سب پاکستانی ہیں، چاہے Opposition کے لوگ ہوں، چاہے Government کے لوگ ہوں اور ہم سب مل کر پاکستان کے دفاع کے لیے اپنی فوج کے ساتھ ان دہشت گردوں سے لڑیں گے، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں کسی اور کو time دوں، ہمارے بلوچستان سے آئے ہوئے سابق صوبائی وزیر بھی رہے ہیں اور ممبر صوبائی اسمبلی ہیں عوامی نیشنل پارٹی کے زمرک خان اچکزئی صاحب، ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس موقع پر سابق صوبائی وزیر اور ممبر صوبائی اسمبلی عوامی نیشنل پارٹی کے زمرک خان اچکزئی صاحب کو ایوان میں خوش آمدید کہا گیا)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضٰی۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: شکریہ جناب، میں ویسے مبارک باد تو deserve کرتا ہوں، کیونکہ یہ کم از کم دو گھنٹے مسلسل blink کرتا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Leader of the House کی آمد سے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: چلیے ٹھیک ہے، جس طرح سے آپ کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ۔ آپ لوگوں کے دور میں جتنے موقعے ملے، اس سے زیادہ آپ کو مل رہے ہیں۔ جی کامران مرتضٰی صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضٰی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دنیش کمار جب speech اور قرآنِ شریف کی آیتوں کو quote کر رہے تھے اور انہوں نے اس میں ایک بات کی کہ تفرقہ نہ ڈالو۔ جناب! میں، بطور ایک سنی مسلمان کے، میں امام ابو حنیفہ کو follow کرتا ہوں اور میں

ایک سنی مسلمان کے طور پر یہ کہتا ہوں کہ مجھے جتنا دکھ اس مسجد میں، جس مسجد کا نام میری ماں حضرت خدیجہؓ کے نام پر تھا، ایک تو وہ مسجد تھی۔ (T19 پر جاری ہے)

T19–09Feb2026 Imran/ED: Shakeel 07:20 pm

سینیٹر کامران مرتضٰی: (جاری ---) جس مسجد کا نام میری ماں حضرت خدیجہ کے نام پر تھا۔ ایک تو وہ مسجد تھی، دوسرا ایک وہ ایسا نام تھا جس نام کی میرے نبی ﷺ بھی ساری عمر عزت کرتے رہے اور وقت جمعہ کی نماز کا تھا۔ نماز میں لوگ کھڑے۔ ایک سنی مسلمان ہوتے ہوئے بھی مجھے اس بات کا دکھ ہے اور ہم اس پر کوئی تفرقہ نہیں ڈالتے کہ ایک شیعہ مسلمان کے ساتھ اس طرح کا واقعہ ہو اور ہم اُس کے دکھ میں شریک نہ ہوں۔ ہم اُس دکھ میں اُتنے ہی برابر کے شریک ہیں کہ جتنا کوئی علامہ صاحب ہو سکتے ہیں، جتنا کوئی اور دوست ہو سکتا ہے۔

جناب، ایک اور بات جو treasury side سے میرے بھائیوں کی طرف سے کی جاتی ہے کہ اس طرح کے واقعات پر حکومتِ وقت کی ملامت نہ کریں۔ چلیں حکومتِ وقت کی ملامت نہیں کرتے تو تعریف کر لیتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات اگر بڑھتے جائیں اور ملامت نہ کریں تو اگر تعریف بنتی ہے تو تعریف کر لیتے ہیں۔ پچھلے جمعہ کو، جس دن یہ واقعہ ہوا تھا، ہم آپ کے پاس اپنی تکلیف کا رونا رو رہے تھے اور بلوچستان کے حوالے سے بات کر رہے تھے اور پھر جو کچھ اور جس طرح سے اس کو celebrate کیا جا رہا تھا، تو اُس حوالے سے بات کر رہے تھے۔ یقیناً کہیں پر تکلیف تھی تو اُس وجہ سے بات ہو رہی تھی مگر جیسے ہی باہر نکلے تو جمعہ کی نماز ہوئی۔ ایک جمعہ کی نماز ہوئی اور ایک جمعہ میں یہ واقعہ ہو گیا۔ تو دوسرے جمعہ کے نمازی نے بغیر کسی تفرقے کے اس واقعے کو دکھ کے ساتھ سنا۔

بعض اوقات اس طرح کے معاملات میں security forces کی بات بھی ہوتی ہے۔ وہ یقیناً ہمارے بچے ہیں، ہمارے بھائی ہیں، ان کی شہادتیں بھی ہیں یعنی وہ میرے بچے کی شہادت ہو گی یا میرے بھائی کی شہادت ہو گی، اُن کی شہادتیں بھی تھیں۔ یہ شہادتیں جو مسجد خدیجہ میں ہوئیں، وہ بھی میرے بچے کی ہو گی اور میرے بھائی کی شہادت ہو گی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ حکومتِ وقت بھی کہتی ہے کہ اس طرح کے معاملات پر ہماری ملامت نہ کی جائے۔ Security forces جن کا کام بہر حال security سے متعلق ہے، وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا نام نہ لیا جائے۔ تو دونوں کا نام نہ لیا جائے تو جب کسی کا بھی نام نہیں لیا جا سکتا ہے تو پھر میرا خیال میں یہی مناسب ہو گا کہ راجا ناصر کا نام لیا جائے کہ آپ ذمہ دار ہیں کیونکہ آپ Opposition Leader لیڈر ہیں۔

اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔ جس کی ذمہ داری ہوتی ہے تو اُس کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔ اس پر نہ حکومت کو mind کرنا چاہیے اور نہ ہی security forces کو mind کرنا چاہیے۔ اگر کوئی اُن کی طرف انگلی اٹھاتا ہے تو اُس کی وجہ ہوتی ہے کہ ذمہ داری آپ کی تھی اور اس ذمہ داری سے آپ مکمل طور پر عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ جناب، جیسے ہی واقعہ ہوا، اُس پر ایک بڑا گھسا پٹا سا بیان آ گیا کہ اُس خودکش کا ثابت شناختی کارڈ نکل آیا۔ اُس خودکش کا حسب نسب بھی معلوم ہو گیا۔ اللہ کرتا کہ حسب نسب دھماکے سے آدھے گھنٹہ پہلے پتا چل جاتا۔ اُس نے آخری دفعہ اپنی ماں سے بات کی۔ کاش یہ ماں سے بات کرتے ہوئے پتا چل جاتا۔ اُس نے آخری دفعہ ماں سے یہ خودکش حملہ کرنے کی اجازت لی۔ مجھے doubt ہے کہ کسی خاتون نے اس طرح کی اجازت دی ہو گی اور specially اگر وہ خاتون ماں ہو کہ جا کے آپ اس طرح کا واقعہ کرے یا آپ اس طرح سے، میں اُس عورت کو ماں نہیں مانتا کیونکہ اُس عورت کو ماں اُس وقت مانا جائے گا جب اُس کے دل میں دوسرے بچوں کے لیے بھی اُتنی ہی ہمدردی ہو گی اور اتنا ہی پیار ہو گا۔ تو میں اُس عورت کو ماں نہیں مانتا کہ اُس نے یہ اجازت دی ہو گی۔ بہر حال یہ کہا گیا کہ اُس عورت نے یہ اجازت دی اور اس کے بعد جا کے اُس نے خودکشی کی۔

جناب، یہ خودکشی بڑا عجیب سا معاملہ ہے۔ آپ اور ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں دہشت گردی نہ ہو اور نہ مذہب کے نام پر ہو۔ مذہب تو نہیں، اُن کا مذہب بھی یہی اسلام ہے اور ہمارا مذہب بھی اسلام ہے، بلکہ اُس سے بھی بڑا مذہب ہماری انسانیت ہے اور ہم انسان ہیں، مسلمان ہیں اور مسلمان ہوتے ہوئے ہم دہشت گردی کو کہیں پر بھی approve نہیں کر سکتے۔ مگر اس طرح کے واقعات کا تعلق پھر کسی نہ کسی سے جوڑ دینا، اب یہاں پر بھی ایک تعلق جو جوڑا گیا ہے وہ داعش کے ساتھ جوڑا گیا ہے اور ایک تعلق افغانستان کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ Security forces اور حکومت کہہ رہی ہیں اور وہ ذمہ داری سے کہہ رہی ہو گی، بالکل میں اس پر ایک منٹ کے لیے believe کر لیتا ہوں کہ وہ ٹھیک کہہ رہی ہوں مگر اس کے ساتھ ایک اور معاملہ بھی ہے کہ داعش کی دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی امداد ملتی ہے۔ تو وہ امداد آپ کو یا آپ کے ملک کو بھی داعش کے معاملے میں ملتی ہے اور باقی جتنی بھی دہشت گردی کی تنظیمیں ہیں، اُن کے حوالے سے آپ کو کوئی تکنیکی امداد بھی نہیں ملتی اور شاید مالی امداد بھی نہیں ملتی۔

مجھے بعد میں اس مشکل سے یقیناً treasury میں بیٹھے ہوئے جو دوست ہیں وہ نکالیں گے۔ تو اگر آپ اس معاملے کو اس طرف لے جاتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ کو شاید تکنیکی امداد بھی لینی ہو گی اور اس طرح سے اُس کو جوڑ دینا اور immediately یہ بات منظر عام پر آ جانا۔ مگر خدا کرتا کہ یہ پہلے منظر عام پر آ جاتی۔ پھر افغانستان کے ساتھ جوڑنا کہ وہ افغانستان اتنی دفعہ گیا تھا۔ جناب، ہم بلوچستان کے رہنے والے

ہیں، افغانستان سے تو آپ نے عرصہ دراز سے border بند کیے ہوئے ہیں تو وہاں وہ جاتا بھی ہے اور آتا بھی ہے، وہاں سے دہشت گردی کی training بھی لیتا ہے اور اس کے بعد دہشت گردی کا حملہ بھی کرتا ہے اور وہ بھی آ کر آپ کے capital میں تو یہ بات prudent mind accept نہیں کر رہا۔ جب prudent mind accept نہیں کرتا تو یہاں پر پھر سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ لوگ جائز طور پر یا even ناجائز طور پر، میرے بارے میں کہہ لیجیے کہ ناجائز طور پر، وہ آپ کی طرف انگلیاں اُٹھاتے ہیں۔ جب آپ کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں تو پھر اُس معاملے پر آپ نے جواب دینا ہوتا ہے۔

جناب، جو کچھ بلوچستان میں ہوا یا بلوچستان کے بعد جو کچھ اسلام آباد میں ہوا، آپ کو اس House میں یہ determine کرنا چاہیے کہ کامیاب ریاست کا معیار کیا ہوتا ہے۔ کیا اس وقت جو ریاستِ پاکستان ہے، جناب میں ریاستِ پاکستان کا وفادار ہوں اور ہر طرح سے وفادار ہوں مگر کیا اس کو ایک کامیاب ریاست کہا جا سکتا ہے؟ جناب اگر اس کو کامیاب ریاست کہا جا سکتا ہے تو پھر اس کو continue کریں۔ یہاں پر کسی بھی واقعے کے بعد ہم یہ تلقین کرتے ہیں کہ آپس میں مل جائیے اور مل کے وہ لوگ جو حکومت میں ہیں اُن کی مدد کریں تاکہ دہشت گردی ختم ہو سکے۔ اب حکومت کے ساتھ مل کر دہشت گردی ختم کی جائے، یہاں پھر سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ اپوزیشن اور treasury آپس میں اتفاق نہیں کر رہی ہوتیں۔ اُس کے لیے بھی ایک سماجی، عدالتی انصاف کی اور انتخابی انصاف کی ضرورت ہے۔ وہ انتخابی انصاف، سماجی انصاف اور عدالتی انصاف جس وقت میسر آ جائے گا تو اُس کے بعد سارے اس بات پر متفق ہوں گے کہ آئیں، اس طرح کے واقعات کو مل کر deal کرتے ہیں۔

جناب، دہشت گردی نہ کل اچھی تھی اور نہ آج اچھی ہے۔ نہ بلوچستان میں اچھی تھی اور نہ اسلام آباد میں اچھی ہے۔ یہ پورے ملک میں مکروہ فعل ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور especially اس واقعے کی جس میں تفرقے والی بات آ گئی ہے اور جس میں مسلمانوں کے درمیان کسی لکیر کی بات آ گئی ہے اور جناب، مسلمانوں کے درمیان کوئی بھی لکیر acceptable نہیں ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: عنایت میرے خیال میں کل فرمائیں گے جی۔ میں آج تین، ساڑھے تین گھنٹے یعنی چار بجے سے مسلسل بیٹھا ہوں۔ کل بھی ان شاء اللہ اسی پر بات کریں گے اور کل ڈار صاحب بھی، جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): شکریہ جناب چیئر مین۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ ایک ایسا دکھ بھرا واقعہ ہے کہ اس کے لیے آپ جلدی نہ کریں اور صرف دو دو منٹ نہیں بلکہ آپ ساتھیوں کو بولنے دیں اور اس topic کو آج conclude نہ کریں۔ اس کو کل پر لے جائیں۔ چاہے ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے، جو ساتھی رہ گئے ہیں اُن کو موقع دیں۔ شاید میں بھی آپ سے request کروں گا کہ مجھے بھی time دیں۔ تو میرا خیال ہے کہ اس کو کل پر لے جائیں۔اس کو جلدی میں close نہ کریں اور conclude نہ کریں۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: جی Leader of the Opposition *Sahib* بات کریں،آپ کھڑے ہو کر بتا دیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): کل ہم آپ کو ان شاءاللہ اس پر زحمت دیں گے اور مجھے امید ہے کہ جس طرح آج جو باتیں ہوئی ہیں تو کل اس پر اچھا result نکلے گا۔

جناب قائم مقام چیئر مین: اس پر کل مزید مفصل بات ہو گی، اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اچھی بات ہو گی۔آج ایوان کی یہ کارروائی بروز منگل ۱۰ فروری ۲۰۲٦ دن تین بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 10th of February 2026 at 03:00 p.m.]